عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۹ | ۱۰ تا ۲۴ / ذوالحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق یکم تا ۱۵ / اگست ۲۰۲۰ء | شمارہ: ۳۰:۲۹

اراکینِ اسمبلی کا مستحسن اقدام

اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہیے

قادیانیت کا پوسٹ مارٹم

اسلام آباد میں مندر کی تعمیر اور مسجد کی تخریب

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

رخصتی سے قبل خلع لینے کا حکم

س:......کچھ عرصہ قبل میرا نکاح ہوا تھا دونوں خاندان کی رضامندی سے رخصتی نہیں ہوئی، اس کے بعد میرے شوہر سعودیہ نوکری کے سلسلے میں چلے گئے اور میرا ان سے اور میرے شوہر کے گھر والوں سے فون پر رابطہ رہا، لیکن میں نے یہ اندازہ لگایا کہ دونوں خاندان میں ذہنی ہم آہنگی اتنے عرصے میں نہ ہو پائی۔ لہٰذا میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ ان سے (یعنی اپنے شوہر سے) خلع لے لوں، آپ سے درخواست ہے کہ شریعت اسلامیہ کی رو سے اس مسئلے میں مجھے فتویٰ جاری کیا جائے، اس پر میں عمل کروں اور دوسرے بھی۔

ج:......صورت مسؤلہ میں اگر آپ نے شوہر سے ذہنی ہم آہنگی نہ ہونے کی بنا پر رخصتی سے قبل ہی بذریعہ خلع علیحدگی کا فیصلہ کرلیا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ انہیں خلع پر راضی کریں، اگر وہ خلع پر راضی ہوجاتے ہیں تو آپ کے ذمہ بدل خلع ادا کرنا لازم ہوگا۔ بدل خلع ادا کردیں گی تو یہ نکاح ختم ہوجائے گا اور طلاق بائنہ واقع ہوجائے گی، چونکہ رخصتی نہیں ہوئی، اس لئے بغیر عدت گزارے آپ دوسری جگہ نکاح کرسکیں گی اور اگر شوہر خلع پر راضی نہ ہو تو آپ یکطرفہ عدالتی کارروائی کے ذریعہ خلع حاصل کرکے نکاح سے آزاد نہیں ہوسکتیں، کیونکہ ایسی خلع کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں، لہٰذا ضروری ہے کہ شوہر کو یا تو خلع کے لئے راضی کریں یا پھر وہ خود ہی طلاق دیدے، اگر وہ خلع کے بجائے خود طلاق دیدے تو ایسی صورت میں نصف مہر شوہر کے ذمہ لازم ہوگا۔

قبر میں اضطراب اور پریشانی

س:......میرے شوہر کا انتقال ہوچکا ہے، بعض سسرالی جھگڑوں کی وجہ سے میں اپنے شوہر سے شادی کے ایک سال بعد علیحدہ ہوگئی تھی یعنی میں اپنے والدین کے گھر اور میرے شوہر اپنے والدین کے گھر، ہمارا ایک بیٹا ہے جو میرے والدین کے گھر پیدا ہوا ہے، میں نے بہت چاہا کہ میرا گھر آباد ہوجائے مگر ساس، نندوں اور دیوروں کی وجہ سے میرا گھر آباد نہیں ہوسکا اور اس طرح دس سال گزر گئے، اب میرے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے، میرے شوہر نے دور رہتے ہوئے نہ ہی میرا کوئی حق ادا کیا اور نہ اپنے بیٹے کا کوئی حق ادا کیا، نہ کبھی انہوں نے میرا نان نفقہ دیا اور نہ کبھی بچے کا کوئی خرچہ دیا، بچے کی پیدائش سے لے کر آج تک سارا خرچہ میرے والدین کررہے ہیں۔ میرے بیٹے کی عمر اس وقت بارہ سال ہے مسئلہ یہ ہے کہ شوہر کے انتقال کے بعد میرے سسرال والے میرے بیٹے کا جو حق بنتا ہے وہ نہیں دے رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دیں گے مگر عملی قدم کوئی نہیں اٹھاتا، میری ساس کا صرف ایک ہی پوتا ہے جو کہ میرا بیٹا ہے، باقی سب پوتیاں ہیں۔ خواب میں مجھے اپنے شوہر نظر آئے جو کہ مجھ سے معافیاں مانگ رہے تھے اور اپنے بیٹے سے بھی معافی مانگ رہے تھے، چہرہ ان کا ایسا نظر آیا جیسے کہ جگہ جگہ سے کسی نے کھایا ہے اور انہیں ایک پل بھی سکون نہیں ہے، قبر میں کبھی اٹھتے ہیں، کبھی لیٹتے ہیں جیسے کہ بہت تکلیف میں ہیں اور اپنے بیٹے سے کہہ رہے ہیں کہ: ’’بیٹا! میں تمہارا کوئی فرض، کوئی حق نہیں نبھا سکا، جس کے لئے تم مجھے معاف کردینا اور تمہارا جو بھی حق ہے وہ میری والدہ تمہیں دیں گی، مجھے بتائیے کہ اس خواب کی کیا تعبیر ہے اور میں کیا کروں کہ میرے شوہر کو قبر میں سکون مل جائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں معاف کردیں؟

ج:......اس خواب کی تعبیر واضح ہے کہ ان کو اپنے اس ظلم کی وجہ سے قبر میں اضطراب اور پریشانی ہے آپ اس کو معاف کردیں اور مرحوم کے والدین کو چاہئے کہ اس کی قبر، آخرت اچھی کرنے کے لئے یتیم اور بیوہ کا حق فوراً ادا کردیں ورنہ وہ مرحوم عذاب میں مبتلا رہے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۹ | ۱۰ تا ۲۴ ؍ذوالحجہ ۱۴۴۱ھ مطابق یکم تا ۱۵ ؍اگست ۲۰۲۰ء | شمارہ: ۲۹-۳۰

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

اراکینِ اسمبلی کا مستحسن اقدام!	۴	محمد اعجاز مصطفی
اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہئے....	۹	خطاب: مفتی محمود اشرف مدظلہ
مرشد العلماء، شیخ المشائخ مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ	۱۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
صفہ سے درسِ نظامی تک	۱۷	مولانا محمد زکریا نعمانی
قادیانیت کا علمی پوسٹ مارٹم	۱۹	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
عدالتی تحقیقاتی کمیشن کے سوالات کے جوابات (۱۰)	۲۴	تقریر: مولانا محمد علی جالندھریؒ

ضروری اعلان

عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۲۹، ۳۰ کو یکجا کیا جا رہا ہے۔ ایجنسی ہولڈرز اور قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

اراکینِ اسمبلی کا مستحسن اقدام!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ

یہ دنیا اسلام وکفر، خیر وشر اور راحت وتکلیف کا مسکن اور مجموعہ ہے۔ جہاں اس دنیا میں کفر کے پجاری اور کفر کے ہمنوائی رہتے ہیں، وہاں اسلام کے غیور سپوت اور اسلام کے شیدائی بھی رہتے ہیں۔ الحمدللہ! پاکستان بھر کی اسمبلیوں میں چاہے وہ صوبائی ہوں یا قومی اور سینٹ آج بھی ان میں اچھے لوگ موجود ہیں اور وہ صحابہ کرامؓ، ازواجِ مطہراتؓ، اہل بیت عظام، اسلام، قرآن اور پیغمبر اسلام حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ووفا، محبت وعقیدت اور ان کی عزت وناموس کی حفاظت اپنے لئے اعزاز اور ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والوں میں سے ایک خوش نصیب، قابل فخر اور لائق تقلید جناب محمد حسین صاحب بھی ہیں جو نیک دل مسلمان ہیں، بلکہ آپ کا تعلق متحدہ قومی مومنٹ پاکستان سے ہے اور آپ سندھ اسمبلی کے معزز رکن ہیں۔ آپ نے ۱۵ جون ۲۰۲۰ء کو سندھ اسمبلی میں پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں قرارداد پیش کرنے کی سعادت حاصل کی اور اس کو پوری سندھ اسمبلی نے متفقہ طور پر منظور کرلیا۔ قرارداد کا متن تاریخ میں محفوظ کرنے کی غرض سے یہاں نقل کیا جاتا ہے:

> ’’اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت وناموس پر ہم سب مسلمان قربان ہونے کے لئے تیار ہیں۔ میں اس معزز ایوان میں درج ذیل قرارداد پیش کرتا ہوں کہ بطور مسلمان ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم، خاتم النبیین، امام المرسلین، امام الانبیاء، رحمۃ للعالمین، نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد اب کوئی بھی نبی، رسول یا پیغمبر کسی بھی صورت میں دنیا میں نہیں آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے دروازے بند کردیئے ہیں، لہٰذا صوبہ سندھ میں اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ جب بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک اور مقدس نام مبارک آئے تو اس کے ساتھ ’’خاتم النبیین‘‘ ضروری طور پر لکھا اور پڑھا جائے۔ یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ ابلاغ کے تمام ذرائع جیسا کہ کتابوں، اخباروں، جرائد، رسائل، درسی کتابوں، ٹیلی ویژن، ریڈیو، تمام سرکاری خط وکتابت، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر جب بھی آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آئے تو اس کے ساتھ ’’خاتم النبیین‘‘ ضروری طور پر لکھا اور پڑھا جائے۔‘‘ (روزنامہ جنگ کراچی، ۱۶ جون ۲۰۲۰ء)

اس سے پہلے پنجاب اسمبلی میں بھی گستاخانہ مواد پر پابندی کی قرارداد منظور کی گئی (جس کی تفصیل گزشتہ شماروں میں آچکی ہے)۔ اس قرارداد کا ایک ایک لفظ ایمان افروز، فکر انگیز اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس قرارداد کے لانے پر تمام مذہبی جماعتوں نے سندھ اسمبلی کے تمام معزز ارکان کا شکریہ ادا کیا اور ان کو مبارک باد دی کہ ان شاء اللہ! یہ قرارداد پیش کار، تائید کنندگان، اور اس کے حق میں ووٹ دینے والوں کے لئے آخرت میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کا ذریعہ بنے گی۔

علمائے کرام نے اس پر زور دیا کہ اس قرارداد کو باقاعدہ قانونی شکل دی جائے اور اسے صرف سندھ ہی نہیں بلکہ ملک بھر میں قانون بنا کر نافذ کیا جائے، اس لئے کہ یہ قرارداد صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ تمام اسلامی ممالک اور بیرونی دنیا میں ان شاءاللہ! عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا ذریعہ بنے گی اور اس کے ذریعہ بہت سے فتنوں کی روک تھام ہو سکے گی۔

ادھر قومی اسمبلی میں بھی یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی کہ ''تمام درسی کتابوں اور تعلیمی اداروں میں جہاں جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آتا ہے، اس کے ساتھ ''خاتم النبیین'' لکھنا لازمی ہوگا۔ یہ قرارداد مسلم لیگ نون کے رکن قومی اسمبلی جناب نورالحسن تنویر صاحب کی تجویز پر وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور علی محمد خان نے اتفاق رائے سے پیش کی، جس کی تمام پارلیمانی جماعتوں نے حمایت کی۔ قومی اسمبلی کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے جناب امجد علی خان صاحب نے کہا کہ آخری خطبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کر دیا تھا کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور وہ آخری نبی ہیں۔ اس موقع پر پیپلز پارٹی کے رکن قومی اسمبلی جناب عبدالقادر پٹیل صاحب نے کہا کہ: بھٹو دور میں اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ''خاتم النبیین'' صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننے والے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا عظیم فیصلہ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے کیا تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے کہا تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر اپنی موت پر دستخط کر رہے ہیں۔ کرنل رفیع نے ذوالفقار علی بھٹو کے حوالہ سے لکھا ہے کہ: قادیانی کہتے ہیں کہ میں جیل میں ہوں تو اُن کی وجہ سے ہوں۔ ذوالفقار علی بھٹو نے کہا: میں گناہ گار آدمی ہوں، مگر امید ہے کہ قادیانیوں کو کافر قرار دینے کی وجہ سے بخشا جاؤں گا۔

اور پھر ۲۴ جون ۲۰۲۰ء کو سینیٹ میں بھی یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی، جس کو جماعت اسلامی کے سینیٹر جناب مشتاق احمد صاحب نے پیش کیا۔ قومی اسمبلی کے اسپیکر جناب اسد قیصر صاحب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ ''خاتم النبیین'' لازمی لکھنے کے حوالے سے عمل درآمد کے لئے وفاق اور صوبوں کو خط لکھنے کا بھی اعلان کیا۔ اسی طرح سینیٹ کے چیئرمین نے یہ قرارداد چاروں صوبوں کے اسپیکرز اور وزرائے اعلیٰ کو بھجوانے کی ہدایت کر دی۔

۲۶ جون ۲۰۲۰ء کو پنجاب اسمبلی میں یہ قرارداد حکومتی رکن نیلم اشرف نے پیش کی اور ۲۹ جون ۲۰۲۰ء کو آزاد کشمیر اسمبلی نے بھی متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور کی ہے۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ کتابیں ہوں یا اخبارات، جرائد و رسائل ہوں یا درسی کتب، ریڈیو یا ٹیلی ویژن پروگرام ہوں یا سرکاری وغیر سرکاری خط و کتابت، انٹرنیٹ ہو یا سوشل میڈیا، سرکاری ہو یا پرائیویٹ، ہر سطح پر اس کا اہتمام کیا جائے اور اس کو رواج دیا جائے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اور نام نامی لیا جائے، لکھا جائے یا بولا جائے تو ''حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم'' ہی لکھا اور بولا جائے، تو ان شاء اللہ! ہماری نئی نسل کو تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کی طرف اچھا درس، سبق اور راہنمائی ملے گی۔ نیز آئین پاکستان کی رو سے اسلامی جمہوریہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے، اسلامی ریاست ہونے کا اولین تقاضا ہے کہ اسلامی معتقدات کا ہر اعتبار سے مکمل تحفظ ہو۔ تحفظ ختم نبوت کا عقیدہ، اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے، جس کا تحفظ بہت ضروری ہے، اس لئے کہ اس عقیدہ کو دستور میں شامل کرنے کے لئے مسلمانانِ پاکستان نے طویل جدوجہد کی، صبر آزما تکلیفیں و آزمائشیں برداشت کیں اور اس کے لئے عظیم قربانیاں پیش کی ہیں، اس لئے آج کے اراکین اسمبلی کی یہ قرارداد اسی تسلسل کی عظیم کڑی ہے۔

تمام اراکین خواہ صوبائی اسمبلی کے ہوں یا قومی اسمبلی اور سینیٹ کے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سب کو مبارک باد پیش کرتی ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سب حضرات سے اسلام، قرآن کریم اور پیغمبر اسلام کی حفاظت اور وطن کی محبت، سالمیت اور استحکام کے لئے کام لیتے رہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سب حضرات کو دنیا میں بھی اس کا صلہ عطا فرمائیں اور آخرت میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائیں۔ آمین!

الحمدللہ! آج پاکستان بھر کی اسمبلیوں میں حضور اکرم ’’خاتم النبیین‘‘، صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں قراردادیں منظور ہو رہی ہیں، یہ ہمارے اکابر کی محنتوں کا نتیجہ ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ کسی قادیانی کو کافر کہنے پر ایف آئی آر کٹ جاتی تھی، مقدمات بنتے تھے، جیل میں جانا پڑتا تھا، اس لئے حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نوراللہ مرقدہٗ کے بارہ میں مشہور ہے، وہ فرماتے تھے کہ: ہماری آدھی زندگی ریل میں اور آدھی زندگی جیل میں گزر گئی۔

۱۹۵۲ء میں قادیانیوں کے اس وقت کے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے کہا تھا کہ ۱۹۵۲ء نہ گزرنے پائے کہ صوبہ بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنالیا جائے۔ غالباً فیصل آباد میں ۱۹۵۲ء کے آخری دنوں میں حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نوراللہ مرقدہٗ نے جلسہ کیا اور اس میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: مرزا بشیر الدین محمود! ۱۹۵۲ء کا سال تیرا تھا اور ۱۹۵۳ء میرا ہے۔ اور پھر ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت چلی، جس کے مطالبات یہ تھے کہ: ظفر اللہ قادیانی کو وزارتِ خارجہ سے علیحدہ کیا جائے، قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ بجائے اس کے کہ مسلمانوں کے ان جائز مطالبات کو تسلیم کیا جاتا، اُلٹا اس تحریک میں لاہور کے مال روڈ پر محتاط اندازے کے مطابق تقریباً دس ہزار مسلمانوں کو حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت کے تحفظ کی پاداش میں شہید کیا گیا۔ اس پر کسی نے حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہٗ سے سوال کیا کہ شاہ صاحب! آپ نے تحریک ختم نبوت میں دس ہزار مسلمان شہید کرادیئے، ان کے خون کا جواب کون دے گا؟ دوسرا سوال یہ کیا کہ اس تحریک سے مسلمانوں کو کیا فائدہ ملا؟ پہلے سوال کے جواب میں حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہٗ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور امارت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں بارہ سو صحابہؓ اور تابعین شہید ہوئے تھے تو جو جواب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان بارہ سو صحابہؓ اور تابعینؒ کے خون کا دیں گے، عطاء اللہ شاہ بخاری بھی ان دس ہزار مسلمانوں کے خون کا وہی جواب دے گا اور دوسرے سوال کے جواب میں فرمایا: میں نے اس تحریک کے ذریعہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والوں کے دلوں میں ایک ایسا ایٹم بم فٹ کردیا ہے کہ وہ جب بھی پھٹے گا تو ان شاء اللہ! قادیانیت کے کفر کو آشکارا کردے گا اور اس فتنہ کو بھسم کردے گا۔ الحمدللہ! آپ کی یہ پیش گوئی ۱۹۷۴ء میں پوری ہوئی، جس کا نتیجہ تھا کہ ۱۹۷۴ء میں جب قادیانیوں کی اپنی شرارت کی وجہ سے محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہٗ کی امارت اور قیادت میں پورے ملک میں تحریک چلی تو بالآخر قومی اسمبلی میں حضرت مفتی محمود قدس سرہٗ اور ان کے رفقاء کی محنتوں، کوششوں سے اس وقت کے وزیر اعظم مرحوم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دستخطوں سے پوری قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اس کے بعد مرحوم صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے ۱۹۸۴ء میں امتناعِ قادیانیت آرڈی نینس جاری کیا، جس میں کہا گیا کہ: قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعہ خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعہ۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو ’’امیر المؤمنین‘‘، ’’خلیفۃ المؤمنین‘‘، ’’خلیفۃ المسلمین‘‘، ’’صحابی‘‘ یا ’’رضی اللہ عنہ‘‘ کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔ یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجۂ مطہرہ کے علاوہ کسی ذات کو ’’ام المؤمنین‘‘ کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔ یا اپنی عبادت گاہ کو ’’مسجد‘‘ کے طور پر منسوب کرے یا موسوم کرے یا پکارے۔ تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

اسی طرح قادیانی گروپ یالاہوری گروپ کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب میں عبادت کے لئے بلانے کے طریقے یا صورت کو ''اذان'' کے طور پر منسوب کرے یا اس طرح اذان دے جس طرح مسلمان دیتے ہیں تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا مستوجب بھی ہوگا۔

اسی طرح قادیانی گروپ یالاہوری گروپ کا کوئی شخص جو بلاواسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا منسوب کرے یا الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے، تو اس کو کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

اس آرڈی نینس کے نفاذ کے بعد سے آج تک ہر سطح پر پارلیمنٹ ہو یا نچلی عدالت سے لے کر سپریم کورٹ اور افریقہ کی عدالتوں تک ہر محاذ پر قادیانیت ذلت، ادبار اور شکستگی کا شکار رہے۔

تحفظِ ناموسِ رسالت کے حوالے سے ۱۹۹۲ء کو قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر توہینِ رسالت کے مرتکب کی سزا متعین کی۔ یہ ہمارے آئین ساز اداروں اور اُن کے نیک دل ارکان نے مذہبی ذمہ داریاں پوری کی ہیں، یہ اعجاز ہے ختم نبوت کا۔

ہم قادیانیوں کی نئی نسل سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ دنیا کی چمک دمک، ریل پیل اور ذاتی مفادات سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے خالی الذہن ہو کر اور تعصب کی عینک اتار کر قادیانیت کا مطالعہ کریں تو ان شاء اللہ! آپ کو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہونا صاف معلوم ہو جائے گا۔

ایک لمحہ کے لئے آپ یکسو ہو کر سوچیں اور غور و فکر کریں کہ آخر کیا وجہ ہے کہ پوری ملت اسلامیہ قادیانیوں کو اسلام کا باغی اور اسلام سے خارج قرار دیتی ہے۔ آخر کیوں؟ اور پھر آپ قادیانیت کا مطالعہ کریں، مرزا غلام قادیانی کا کردار پڑھیں، تو ان شاء اللہ! آپ خود فیصلہ کرنے پر مجبور ہوں گے کہ قادیانیت کوئی مذہب نہیں بلکہ مذہب کے نام پر ایک ڈھونگ ہے، جس کے سحر میں تمام قادیانیوں کو انہوں نے جکڑا ہوا ہے اور پھر آپ قادیانیت سے تائب ہو کر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہو جائیں تو مسلمان آپ کو اپنے سروں پر بٹھائیں گے، جس سے ان شاء اللہ! دنیا میں بھی آپ کو عزت ملے گی اور آخرت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قادیانیوں کو صحیح سوچنے، سمجھنے اور دین اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جن کے مقدر میں خیر اور ہدایت اسلام نہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے شر سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائیں اور ہمارے پیارے ملک پاکستان کو ان کے ناپاک عزائم، سازشوں اور مکاریوں سے محفوظ فرمائے، آمین۔

....

اسلام آباد میں مندر کی تعمیر اور مسجد کی تخریب

ایک بار ایک سیاسی جماعت کے سربراہ نے کہا تھا کہ بیوروکریسی وقفے وقفے سے سانس لیتی ہے اور بعض اوقات کوئی ایسا پرانا ایشو اپنی فائلوں سے نکال کر لاتی ہے جس سے پورا پاکستان اضطراب میں مبتلا ہو جاتا ہے، کچھ ایسا ہی آج کل اسلام آباد میں مندر بنانے کے بارہ میں ہوا ہے۔ یہ بات تو

حقیقت ہے کہ موجودہ وفاقی حکومت اسلام اور مسلمانوں کے بارہ میں سوچنے اور ان کی فلاح میں پالیسیاں بنانے سے زیادہ غیر مسلموں کے بارہ میں عملی کام کرنے کے بارہ میں رغبت رکھتی ہے، چاہے وہ سکھوں کے لئے کرتار پورہ بارڈر کھولنے کا فیصلہ ہو یا ہندوؤں کے لئے مندر بنانے کی پالیسی یا قادیانیوں کو ہر سطح پر نوازنے کا معاملہ۔ اور شاید یہ حکومت سمجھتی ہے کہ مغربی دنیا اس طرح کے اقدامات سے ہمیں زیادہ قابل قبول گردانے گی، لیکن یہ ان کی بھول ہے، اس لئے کہ مغرب ہمیشہ اپنے مفادات کے تابع رہتا ہے، اسے کسی جماعت، یا شخصیت سے کوئی زیادہ دلچسپی نہیں ہوتی، لیکن اس سے قطع نظر آج کل اسلام آباد میں مندر بنانے کی مہم زوروں پر ہے، بعض اس کے حق میں ہیں اور بعض اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ واضح رہے کہ اسلام غیر مسلموں کے حقوق کا ضامن ہے، لیکن اس کے کچھ حدود اور قیود ہیں۔

اسلام آباد میں مندر بنانے کی سوچ اور اس کی ابتداء کیسے ہوئی؟ اخبارات کی خبروں سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۷ فروری ۲۰۱۶ء میں متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کی سینیٹر نسرین جلیل جب سینیٹ کی انسانی حقوق کی کمیٹی کی سربراہ تھیں، انہوں نے یہ حکم جاری کیا کہ اسلام آباد میں موجود آٹھ سو ہندوؤں کے لئے شمشان گھاٹ اور مندر کی جگہ مختص کی جائے۔ اس کے لئے ہندوؤں نے نواز شریف دور میں چار ہزار گز کا پلاٹ حاصل کرلیا، حالانکہ اسلام آباد میں پہلے سے کئی مندر موجود ہیں اور وہ سب ویران پڑے ہیں اور سب سے قریب ترین مندر سید پورہ اسلام آباد میں ہے۔

حکومتی حلقوں سے سب سے پہلے اس مندر بنانے کے خلاف مؤثر آواز اسپیکر پنجاب اسمبلی جناب پرویز الٰہی صاحب نے بلند کی اور کہا: پاکستان جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا، اس کے دارالحکومت اسلام آباد میں مندر بنانا نہ صرف یہ اسلام کی روح کے خلاف ہے، بلکہ ریاست مدینہ کی توہین ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیت اللہ شریف میں موجود تین سو ساٹھ بتوں کو توڑا تھا اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے ہی والا تھا۔ ہم اقلیتوں کے حقوق کے ساتھ ہیں، پہلے سے موجود جو مندر ہیں ان کی مرمت کی جانی چاہئے۔ یہ ان کا حق ہے، اس میں کوئی بھی رخنہ ڈالنے کی کوشش کرے تو وہ شرعی و قانونی مجرم ہے۔

البتہ اسلام آباد جیسا شہر جو زمانہ قدیم سے مسلمانوں کی ملکیت چلا آرہا ہے اور اس کی بلدیاتی حیثیت بھی مسلمانوں نے قائم کی ہے، اس لئے اسلام آباد میں ہندو برادری کے لئے نیا مندر بنانا شرعی لحاظ سے درست نہیں ہے۔ آئین پاکستان کی رو سے پاکستان میں شریعت اسلامیہ کی بالادستی کا نظریہ بھی اس تعمیر کے مزاحم ہے، لہٰذا اسلام آباد میں حکومتی خرچے سے مندر بنانے کی بالکل گنجائش نہیں۔ بہر حال! اچھا ہوا کہ عدالت نے اس معاملہ کو اسلامی نظریاتی کونسل کے سپرد کیا، جو کہ ایک آئینی ادارہ ہے، اس کا جو فیصلہ ہوگا وہ سب کو منظور ہوگا۔

دوسری جانب اسلام آباد میں ہی مسجد توحید کو جو کہ اہل حدیث مسلک کے زیر انتظام تھی، انتظامیہ نے بغیر کسی نوٹس کے گرادیا، جس پر اسلام آباد کے تمام مسالک کے علماء نے اس کے خلاف احتجاج کیا، گرفتاریاں دیں اور پھر پورے ملک میں احتجاج ہوا کہ یہ ''مسجد گراؤ اور مندر بناؤ'' والی حکومتی پالیسی ہے۔ اسلام آباد میں مندر بن رہا ہے اور مساجد گرائی جارہی ہیں۔ ہم حکومت کے اس رویہ کی مذمت کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ مسجد کو جتنا نقصان پہنچایا گیا ہے، نہ صرف یہ کہ اس نقصان کو پورا کیا جائے بلکہ جو رقم دس کروڑ روپے مندر بنانے کے لئے منظور کی گئی ہے، وہ تمام رقم اس مسجد کی تعمیر پر خرچ کی جائے تاکہ مسلمانوں کے قومی خزانے کی رقم صحیح مصرف میں خرچ ہوسکے، إن أريد إلا الإصلاح ما استطعت، وماتوفيقي إلا بالله، عليه توكلت وإليه أنيب.

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہئے اور خوشگوار زندگی گزاریئے!

خطاب: مولانا مفتی محمود اشرف مدظلہ
ضبط و ترتیب: شفیق الرحمٰن کراچوی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”عَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ.“ (البقرہ:۲۱۶)

ترجمہ: ”اور یہ عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو برا سمجھو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو پسند کرو، حالانکہ وہ تمہارے حق میں بری ہو، اور (اصل حقیقت تو) اللہ جانتا ہے، اور تم نہیں جانتے۔“ (آسان ترجمہ قرآن)

ڈپریشن اور ٹینشن کی بنیادی وجہ:

اس آیت مبارکہ میں اتنی بڑی حقیقت اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمادی کہ اگر یہ ہمارے دلوں کے اندر بیٹھ جائے تو ہمارے بہت سارے مسائل حل ہوجائیں، آج کل ایک بڑا مسئلہ ہے ٹینشن کا، شاید ہی کوئی آدمی ایسا ہو جس کو ٹینشن نہ ہوتی ہو، ہر آدمی کہتا ہے کہ مجھے بڑی ٹینشن ہے، اور جب وہ ٹینشن حد سے بڑھتی ہے تو آدمی نفسیاتی مریض بن جاتا ہے، پھر نیند کی گولیاں کھانا شروع کردیتا ہے، یا نفسیات کے ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے، اور نفسیات کے ڈاکٹر بھی یہ کوشش کرتے ہیں کہ اس کو زیادہ سے زیادہ سُلائیں اور بعض ڈاکٹر تو تقریباً بے ہوش ہی رکھتے ہیں کہ اس کو بے ہوش ہی رکھو، چنانچہ وہ سارا دن لیٹا ہی رہے گا، کام پہ ہی نہیں جائے گا، اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہی علاج ہے، لیکن حقیقت میں علاج وہ نہیں ہے جو ہم اور آپ تجویز کرتے ہیں، ٹینشن اور پریشانی کا علاج یہ ہے جو قرآن مجید نے ارشاد فرمایا ہے، وہ یہ سوچنا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو مگر وہ تمہارے لئے بہتر ہو، اور ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لئے بُری ہو۔

ہر آدمی کو جو زیادہ ٹینشن ہوتی ہے وہ اس بنا پر ہوتی ہے کہ جو بات میں سوچ رہا ہوں یا جو کام میں کرنے جا رہا ہوں، یا جو کام آج مجھے کرنا ہے وہ پورا ہوجائے اور جس طرح میں چاہ رہا ہوں اسی طرح پورا ہو، اور سو فیصد اس طریقے سے پورا ہو جس طریقے سے میں چاہتا ہوں، لیکن میرے دوستو، ساتھیو اور بزرگو! یہ دنیا ہے۔ یہ کائنات ساری کی ساری میری اور آپ کی مرضی کے مطابق نہیں چل رہی، یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت کے مطابق چل رہی ہے، اور جب تک ہم اللہ تعالیٰ کے ان احکامات کے سامنے جو غیر اختیاری طور پر ہمارے اوپر مسلّط ہوگئے ہیں، سرِ تسلیم خم نہیں کریں گے، اس وقت تک ہم نجات نہیں پاسکیں گے۔ فرض کیجئے! ایک گھر ہے، اس گھر میں باپ بھی رہتا ہے ماں بھی رہتی ہے، دادا بھی ہے دادی بھی ہے، بچے بھی ہیں، شوہر بھی ہے، الغرض بہت سے افراد رہتے ہیں، اب اگر ان میں سے ہر آدمی یہ چاہے کہ گھر کا مکمل نظام میری مرضی کے مطابق چلے، کیا یہ ممکن ہے؟؟ یقیناً یہ ممکن نہیں۔ یہ تو ہوسکتا ہے کہ آپ ڈنڈا لے کر کھڑے ہو جائیں، اور اپنی مرضی کے مطابق چلانے کے لئے لڑنا جھگڑنا اور مار پٹائی شروع کر دیں، لیکن ظاہر ہے یہ چیز چلنے والی نہیں، گھر ٹوٹ جائے گا لیکن لوگ آپ کی مرضی کے مطابق نہیں چلیں گے، بیوی آپ کی مرضی کے مطابق نہیں چلے گی، بچے آپ کی مرضی کے مطابق پوری طرح نہیں چلتے، پوتے اور نواسے آپ کی مرضی کے مطابق نہیں چلتے، بہویں اور گھر کے دوسرے افراد آپ کی مرضی کے مطابق نہیں چلتے۔

آپ یہ چاہتے ہیں کہ جو کچھ میں چاہ رہا ہوں، اور جس طرح چاہ رہا ہوں اسی طرح ہوجائے، اور جب وہ اس طریقے سے نہیں ہوتا تو آپ پریشان ہوتے ہیں، آپ کو کڑھن شروع ہوتی ہے، غصہ آنے لگتا ہے۔ پہلے غصہ لوگوں پر آتا ہے، دائیں پر غصہ، بائیں پر غصہ اور جب یہ کڑھن، جلن، غصہ، اور کینہ حد سے بڑھتا ہے تو اللہ پناہ میں رکھے! آدمی اللہ تعالیٰ سے ناراض ہو

جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مصیبت سے بچائے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے ناراضگی شروع ہوجاتی ہے، اللہ پناہ میں رکھے! پھر ہم میں سے بعض لوگ ایسے ایسے جملے کہنے لگتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے! جو تقریباً کافرانہ جملے ہوتے ہیں، کفر والے جملے بن جاتے ہیں.... **نعوذ باللہ من ذلک**... کیا اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ ہی یہ کرنا تھا... اللہ تعالیٰ سے شکایتیں شروع ہوگئیں، بیوی بچوں سے تو پہلے ہی شکایت تھی، گھر کے سب لوگوں سے تو شکایت تھی ہی، ملازموں سے بھی شکایت تھی، افسران سے بھی شکایت تھی، اب جب سب سے شکایت تھی اور سب پہ غصہ آرہا تھا، اب آہستہ آہستہ یہ غصہ اللہ تبارک وتعالیٰ ذوالجلال والاکرام تک جو ہمارا خالق ہے، مالک ہے، ماں سے زیادہ مہربان ہے، اس تک نعوذ باللہ! یہ غصہ پہنچنے لگتا ہے، آدمی کا ایمان سلب ہونے لگتا ہے، آدمی اپنی زبان سے ایسے کفریہ کلمات کہنے لگتا ہے کہ الامان والحفیظ۔

حالات سے سمجھوتا کرنا سیکھئے! اور صبر سے کام لیجئے:

ان سب باتوں کی جو بنیادی بات ہے وہ یہ ہے کہ ہر آدمی یہ چاہتا ہے کہ سارا نظام میری مرضی کے مطابق چلے، بارش بھی میری مرضی کے مطابق ہو، سردی بھی میری مرضی کے مطابق ہو، گرمی بھی میری مرضی کے مطابق ہو، گھر کے سب لوگ بھی میری میرضی کے مطابق چلیں، سواری بھی اپنے وقت پر چلے۔ یہ دنیا ہے، آپ کوئی خدا تو نہیں ہو، آپ تو انسانوں میں سے ایک انسان ہو، جو اختیاری کام ہیں ان میں تو آپ کو چاہئے کہ پوری محنت کے ساتھ سوچ سمجھ کر اچھی حکمتِ عملی کے ساتھ اختیاری کام آپ کرلیں پھر اس کے بعد معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیں، مثلاً آپ نے کہیں جانا ہے تو آپ بہتر سے بہتر انتظام کرلیں اور جو انتظامات آپ کرسکتے ہیں آپ کرلیں، لیکن جب آپ پہنچے اور پتا چلا کہ آج تو فلائٹ ہی نہیں جارہی، اب غصہ آنا شروع ہوا اور جب غصہ آنا شروع ہوا تو آپ نے دس گالیاں ایئر کمپنی کو سنادیں، دس اُدھر سنادیں، دس ادھر سنادیں، اور منہ سے آگ نکلنے لگی، منہ سے جھاگ نکلنے لگے، گردن کی رگیں تن گئیں، اور غصے کے مارے اول فول بک رہے ہیں۔ یہ ساری جڑ ہے کہ ہمارے اندر صبر نہیں ہے، ہمارے اندر رضا بالقضاء (اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کی صفت) نہیں ہے، ہمارے اندر تحمل نہیں ہے اور ہم یہ نہیں سوچتے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ جو کام ہماری مرضی کے خلاف ہوا ہے اور میرا اس میں کوئی دخل بھی نہیں ہے شاید میرے لئے یہی بہتر اور مفید تھا۔ اور یہ ضروری ہے کہ جب کوئی کام آپ کی مرضی کے خلاف ہورہا ہو اور اس میں آپ کا کوئی دخل نہیں ہے تو آپ اس کے بالکل مکلّف یعنی ذمہ دار نہیں ہیں، آپ پر کوئی ملامت نہیں۔ ایسے معاملات میں جب انسان مکلّف ہی نہیں ہے تو معاملہ کیوں نہ اللہ کے سپرد کردیا جائے جبکہ قرآن نے صاف کہہ دیا کہ: ''**لَایُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا**'' (البقرہ:۲۸۶) اللہ کسی انسان کو مکلّف نہیں کرتا مگر صرف اتنا ہی جتنا اس کی گنجائش ہو۔ اتنا جتنا اس انسان کی وسعت میں ہو اور جو چیز انسان کی وسعت اور گنجائش سے زائد ہے، وسعت سے باہر ہے، آدمی کی طاقت سے باہر ہے اس میں صبر وتحمل کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے۔

راہِ سلوک کا حاصل:

اسی کو صوفیاء یہ کہتے ہیں کہ جتنے بھی تصوف وسلوک کے مقامات ہیں ان میں سب سے اونچا مقام رضا بالقضاء (اللہ کے فیصلے پر خوش رہنا) ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر راضی رہنا، اور یہی حاصل ہے راہِ سلوک کا، اور اس لئے آپ جانتے ہیں کہ جتنے بھی صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) ہیں، ان میں سے جب بھی آپ کسی صحابی کا ذکر کریں گے تو آپ کی زبان سے ایک ہی لفظ نکلے گا: ''**رضی اللہ عنہم ورضوا عنہم**'' کیا یہ تکلیفیں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر نہیں آئیں؟؟ کیا یہ مختلف قسم کے مسائل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں گزرے؟؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے کہ

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار، میٹھادر کراچی
فون: 32545573

آپ کے والد کا انتقال ہوگیا، چھ سال کے تھے تو والدہ کا انتقال ہوگیا، دادا نے پرورش شروع کی، پھر دادا کا بھی انتقال ہوگیا، نہ باپ، نہ ماں، نہ دادا، پھر چچا نے پرورش کی، لیکن کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس کی کوئی شکایت کی؟ کبھی نہیں کی! کیونکہ یہ فیصلے آسمانوں پر ہوتے ہیں اور یہ وہ فیصلے ہوتے ہیں جو دیکھنے میں ہماری مرضی کے خلاف ہوتے ہیں، بُرے لگتے ہیں، لیکن حقیقت میں ان میں ہمارے لئے خیر ہوتی ہے اور اسی میں ہمارا امتحان ہوتا ہے۔

مؤمن کبھی گھاٹے میں نہیں رہتا:

ایک بزرگ نے ایک بڑی پیاری بات فرمائی اور وہ سو فیصد حقیقت پر مبنی تھی، وہ فرماتے تھے کہ مسلمان کا کبھی نقصان نہیں ہوتا۔ فرض کیجئے! کہ آپ کی جیب سے کسی نے پیسے نکال لئے، تو اگر دیکھا جائے کہ آپ کو وقتی طور پر تو نقصان ہوا ہے کہ وقتی طور پر پریشانی کھڑی ہوگئی، لیکن حقیقت میں آپ کا کچھ نقصان نہیں ہوا، نقصان تو اس ظالم کا ہوا ہے جس نے پیسے نکالے ہیں، کیونکہ کہ اس کی دنیا بھی تباہ ہورہی ہے اور آخرت بھی تباہ ہورہی ہے، اس لئے کہ جو پیسے اس نے آپ کی جیب سے نکالے ہیں یہ آپ کے آخرت کے اکاؤنٹ میں خود بخود جمع ہوگئے ہیں، ان میں سے ایک پیسہ بھی ضائع نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ آپ کو واپس کریں گے دنیا و آخرت میں، ورنہ آخرت میں بڑھا چڑھا کر واپس کریں گے۔ اسی لئے وہ بزرگ فرماتے تھے کہ مومن کا کبھی نقصان نہیں ہوتا، نقصان ظالم کا ہوتا ہے، چور اور ڈاکو کا ہوتا ہے، اگر مسلمان اختیاری معاملات میں اپنے معاملات درست رکھے اور غیر اختیاری معاملات میں رضا بالقضاء کا طریقہ اپنائے، اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر راضی رہے تو مسلمان کا کوئی نقصان نہیں ہے، جو کچھ پیش آتا ہے اس میں اس کے لئے خیر ہی خیر ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی پیاری اور عجیب بات فرمائی:

”وعن صهيب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”عجبا لأمر المؤمن كله خير وليس ذلك لأحد إلا للمؤمن إن أصابته سراء شكر فكان خيرا له وإن أصابته ضراء صبر فكان خيراله۔“ (رواہ مسلم)

ترجمہ: ”حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کی بھی عجیب شان ہے کہ اس کی ہر حالت اس کے لئے خیر و بھلائی کا باعث ہے اور یہ بات صرف مؤمن کے لئے مخصوص ہے کوئی اور اس کے وصف میں شریک نہیں ہے، اگر اس کو (رزق کی فراخی و وسعت، راحت، چین، صحت و تندرستی، نعمت و لذت اور اطاعت و عبادت کی توفیق کی صورت میں) خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ خدا کا شکر ادا کرتا ہے، پس یہ شکر اس کے لئے خیر و بھلائی کا باعث ہوتا ہے اور اگر اس کو (فقر و افلاس، مرض و تکلیف، رنج و الم اور آفات و حادثات کی صورت میں) مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے، پس یہ صبر بھی اس کے لئے خیر و بھلائی کا باعث ہوتا ہے۔“ (مسلم)

یعنی مؤمن پر بڑا تعجب ہوتا ہے کہ اس کو اگر کوئی تکلیف پیش آتی ہے اور یہ صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرماتے ہیں، اس کے درجات بلند کرتے ہیں، اور اگر اس کو کوئی نعمت ملتی ہے تو یہ شکر ادا کرتا ہے تو اس کے درجات بڑھتے ہیں، مؤمن کا تو کسی حال میں نقصان نہیں۔

آپ کو پیسے مل رہے ہیں نعمتیں مل رہی ہیں، آپ شکر ادا کر رہے ہیں، آپ کے درجات بڑھتے چلے جارہے ہیں، کسی نے آپ کی جیب سے پیسے نکال لئے، آپ کے پیسے مار لئے، آپ کا حق آپ کو ادا نہیں کر رہا، تو بھی آپ کا کیا نقصان ہے؟ وقتی طور پر تو تنگی ہورہی ہے لیکن اس نے جو آپ کے پیسے مارے ہیں وہ کہاں لے کر جائے گا؟ اپنی قبر میں لے جائے گا؟؟ وہ تو خود یہیں چھوڑ کر جائے گا لیکن اس کا ثواب آپ کو ملے گا، اور اس نے عمر بھر کے لئے اس کا گناہ اپنے

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

لئے ذخیرہ میں جمع کرلیا ہے، اور دنیا اور آخرت میں پتہ نہیں اس کا کیا حال ہوگا۔

ہمت سے کام لیں:

میرے دوستو اور بزرگو! جو بھی غیر اختیاری معاملات یعنی جو واقعات ہمارے اختیار سے باہر ہیں (یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ جو اختیاری معاملات ہیں اس میں تو آپ کو تکلیف برداشت کرنی پڑے گی، اور درست فیصلے کرنا آپ کی شرعی ذمہ داری ہے، لیکن جب کوئی غیر اختیاری معاملہ ہوگیا تو) اس میں صبر، تسلیم و رضا اور سر جھکانے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں، اگر آپ صحتمند ہیں تو آپ کے لئے ضروری ہے کہ آپ ہمت کریں، اٹھیں، وضو کریں، مسجد میں حاضر ہوں، آپ مرد ہیں، صحت مند ہیں تو مسجد میں آکر نماز باجماعت ادا کریں، لیکن اگر بیمار ہوگئے اور ایسے بیمار ہوگئے کہ اٹھ نہیں سکتے، دست لگے ہوئے ہیں، بخار تیز ہے یا کوئی اور تکلیف پیش آگئی، آپ کے لئے مسجد میں آنا مشکل ہوگیا تو اس میں آپ کا کوئی نقصان نہیں ہے، آپ بستر پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کو مسجد میں آنے کا پورا ثواب مل رہا ہے۔

صحت کی حالت میں کی گئیں عبادات کا ثواب بیماری میں بھی جاری رہتا ہے:

اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان بیمار ہوتا ہے تو صحت کے زمانے میں جتنی وہ عبادات کرتا تھا ان سب عبادتوں کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں درج ہوتا ہے، وہ بستر پر لیٹا ہوا ہے، لیکن اس کی حاضری مسجد میں لگ رہی ہے۔ عجیب بات ہے کہ لیٹا ہوا ہے بستر پر لیکن حاضری اس کی مسجد میں لگ رہی ہے، اس لئے کہ جب صحت مند تھا اور اللہ نے اس کو توفیق دی ہوئی تھی تو وہ مسجد میں آتا تھا، اب نہیں آسکتا تو یہ غیر اختیاری حال ہے۔ اس نے کہا اے پروردگار! جب میں جاسکتا تھا تو جاتا تھا، اب میں نہیں جاسکتا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ثواب میں تجھے دوں گا تو آرام سے لیٹا رہے اور ثواب تجھے مسجد میں جانے کا ملتا رہے گا، لہٰذا اس آیت میں جو حقیقت بیان کی گئی ہے وہ ہمیشہ ہمیں اپنے سامنے رکھنی چاہئے، ہوسکتا ہے کہ تم لوگ کسی چیز کو ناپسند کرو مگر وہ چیز تمہارے لئے بہتر ہو، اور ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ چیز تمہارے لئے بری ہو، اور آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ جانتا ہے، تم لوگ نہیں جانتے۔ اسے معلوم ہے کہ کب تک اسے صحت مند رکھنا ہے، کب اسے بیمار کرنا ہے اور صحت میں اس سے کیا کام کروانے ہیں اور اس کو بیمار کرکے کتنا ثواب عطا کرنا ہے۔

میرے دوستو اور بزرگو! ایک تو کبھی بھی یہ کوشش نہیں کرنی چاہئے کہ سارا نظام ہماری مرضی کے مطابق چلے۔ آپ فردِ واحد ہیں، سارا نظام آپ کی ذات کے گرد نہیں گھوم سکتا، ''ایں خیال است و محال است و جنون'' لہٰذا جو چیز آپ کے اختیار میں ہے وہ آپ کریں اور جو آپ کے اختیار میں نہیں ہے، اختیار سے باہر ہے، اس پر یقین رکھیں کہ میرے اختیار سے باہر ہے، اللہ جانتا ہے، میں تو نہیں جانتا لہٰذا جو غیر اختیاری حال پیش آیا ہے اسی میں میرے لئے بہتری ہوگی، وہی میرے لئے بہتر ہے اسی میں میرے لئے اجر و ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رضا بالقضاء کی توفیق عطا فرمائے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا طریقہ:

اور آدمی جب ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے راضی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی ہر حال میں اس سے راضی رہتے ہیں۔ اگر آپ ہر حال میں اللہ سے راضی ہیں، صحت میں بھی، بیماری میں بھی آپ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ہر حال میں آپ سے راضی رہے گا، آپ چھوٹی موٹی کچھ الٹی سیدھی حرکت کرو گے تو بھی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ختم نہیں ہوگی ان شاء اللہ! کیونکہ آپ استغفار بھی کر رہے ہو توبہ بھی کر رہے ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضا آپ کے ساتھ ہے، یہی طریقہ تھا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا، ان کے بارے میں قرآن کریم نے فرمایا: اللہ ان سے راضی تھا اور وہ اللہ سے راضی تھے، اللہ تعالیٰ رضا بالقضا کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے، آمین! ☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

مرشد العلماء، شیخ المشائخ

حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت اقدس سیّدی و مرشدی مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ جلال پور پیر والا ضلع ملتان کے معروف قصبہ بہلی شریف میں مولانا محمد مسلمؒ کے ہاں یکم رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ کو پیدا ہوئے، آپ کے والد محترم مولانا محمد مسلمؒ نے منت مان رکھی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹا دیا تو اسے عالم دین بنائیں گے۔

جب آپ کی عمر چار سال چار ماہ چار دن ہوئی تو آپ کے علاقہ کے ایک معروف عالم دین مولانا قادر بخشؒ کے پاس علم دین کے حصول کے لئے داخل کرا دیا گیا۔ آپ نے مولانا قادر بخشؒ سے قرآن پاک ناظرہ اور تحفۃ الاحرار تک فارسی پڑھی۔ اس کے بعد آپ کو ''بیٹ قیصر'' میں مولانا عبدالرحمٰنؒ کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ موصوف جید عالم دین اور کتابی مدرس تھے۔ آپ نے موصوف سے تین سال تک، نحو میں شرح جامی تک، منطق میں شرح تہذیب تک، اصول فقہ میں نور الانوار تک اور فقہ میں شرح وقایہ تک کتب پڑھیں۔

حضرت مولانا غلام رسول پونٹوی کی خدمت میں: مولانا موصوف جنوبی پنجاب کے استاذ الکل حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے شاگرد رشید اور نحو میں ثانی سیبویہ کے نام سے مشہور تھے، سانولا رنگ ہونے کی وجہ سے ''بابا کالا'' کے نام سے مشہور تھے۔ موصوف حافظ القرآن والحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، ہمارے استاذ جی مفسر القرآن مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ سمیت سینکڑوں علماء کرام کے استاذ تھے۔ آپ (حضرت بہلویؒ) نے حضرت پونٹویؒ سے عبدالغفور، تکملہ نحو، حدیث میں مشکوٰۃ شریف، اصول فقہ میں حسامی اور فقہ میں ہدایہ پڑھی، بعد ازاں آپ نے مظفر گڑھ کے علاقہ دوآبہ میں مولانا محمد عظیمؒ سے اصول کی کتابیں پڑھیں۔

دارالعلوم دیوبند میں داخلہ: اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے آپ نے ازہرہند دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا، جہاں پہلے سال آپ نے مسلم العلوم، میبذی، ملاحسن، تصریح اور مختصر المعانی جیسی متداول کتابیں پڑھیں۔ دوسرے سال ۱۳۳۴ھ میں آپ نے دورۂ حدیث شریف کیا۔ ترمذی شریف کے ابتدائی اسباق آپ نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ سے پڑھے، پھر حضرت مکہ مکرمہ چلے گئے اور وہاں سے گرفتار ہوکر اسیر مالٹا ہوئے۔ بعد ازاں آپ نے امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے بخاری اور ترمذی شریف پڑھیں۔ مسلم شریف شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سے پڑھی۔ ۱۳۳۴ھ میں وطن واپس تشریف لائے۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ نے میر زاہد، ملا جلال، قاضی مبارک، شمس بازغہ، شرح چغمینی اور توضیح تلویح شیخ المعقول والمنقول مولانا محمد امیر داماٹیؒ سے پڑھیں۔ مؤخر الذکر حضرت مولانا خواجہ سراج الدینؒ موسیٰ زئی والوں کے خلیفہ مجاز تھے اور مدرسہ معین الاسلام نکے ارائیں لودھراں میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔

تفسیر قرآن پاک: قرآن پاک کی تفسیر، ربط آیات وسور مولانا احمد علی لاہوریؒ شیخ التفسیر سے پڑھیں۔

تدریس کا آغاز: دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد محض توکلاً علی اللہ بہلی شریف جلال پور پیر والا میں تدریس کا آغاز فرمایا۔ چھپر کے نیچے بیٹھ کر طلبا تعلیم حاصل کرتے تھے اور روٹیاں لوگوں کے گھروں سے مانگ کر لاتے۔ علاقہ کے ایک نیک دل زمیندار ملک غلام محمدؒ آپ کے دست و باز بنے۔ ۱۳۴۷ھ تک کثیر تعداد میں طلبا نے آپ سے تعلیم حاصل کی۔ یہ سب کام محض توکلاً علی اللہ کئے، نہ کسی بڑے کے ملازم اور نہ چھوٹے کے مصاحب، طلبا کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر اور احباب کے تقاضا پر آپ نے دور دراز بہلی شریف کو خیر باد کہہ کر شجاع آباد میں بڑی نہر کے کنارے نو کنال زمین خریدی۔

مدرسہ اشرف العلوم کا قیام: نو کنال زمین پر مسجد، مدرسہ، مہمان خانہ تعمیر کیا اور مدرسہ کا نام اپنے ایک شیخ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

کے نام پر اشرف العلوم رکھا، اتنے میں آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا عبدالحئی رحمہ اللہ اور آپ کے بھانجے اور داماد مولانا عبدالحمیدؒ نے بھی علوم سے فراغت حاصل کر لی تو آپ نے انہیں مدرسہ میں اپنا معاون اور مدرس مقرر فرمادیا۔ جہاں درس نظامی کے تمام اسباق کی تعلیم ہوتی رہی۔ حضرت والا کی زندگی مبارک میں دسیوں مسافر طلبا تعلیم حاصل کرتے رہے۔

دورۂ تفسیر قرآن کا آغاز: آپ نے حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ اور حضرت مولانا حسین علی واں بھچرویؒ کی طرز پر دورۂ تفسیر کا آغاز فرمایا جو شعبان و رمضان میں ہوتا جس میں بیسیوں سے متجاوز طلبا شرکت فرماتے اور حضرت والا کئی کئی گھنٹے تک تفسیری علوم کے دریا بہاتے۔ راقم الحروف کو دو مرتبہ پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ پہلی مرتبہ ۱۹۷۰ء میں باضابطہ پورے دورۂ تفسیر میں شریک رہا۔ دوسری مرتبہ ۱۹۷۴ء میں لیکن دوسری مرتبہ بے ضابطہ شرکت کی، یعنی کبھی کبھی شریک ہو جاتا۔

تصوف و سلوک: تعلیم کے زمانہ میں آپ کے استاذ محترم مولانا محمد امیر داماںیؒ نے فرمایا کہ کانپور (انڈیا) میں ایک بزرگ رہتے ہیں، جنہیں ''ابدال وقت'' ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ ان سے سلوک سیکھنے کے لئے عریضہ لکھو، چنانچہ آپ نے انہیں عریضہ لکھا، انہوں نے جواب میں فرمایا: ''خدا طلبی بلا طلبی''۔ تم عالم ہو، قرآن وحدیث پر جتنا ہو سکے عمل کرو۔ آپ نے اپنے استاذ محترم حضرت داماںیؒ کو جواب دکھلایا تو استاذ محترم نے فرمایا کہ دوبارہ لکھو، چنانچہ آپ نے دوبارہ لکھا تو ان کا جواب آیا کہ اپنے استاذ محترم سے ہی ''اللہ اللہ'' سیکھو۔ جوابی والا نامہ دکھلایا تو انہوں نے بیعت فرمالیا اور ذکر و مراقبہ میں بیٹھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ مرشد پاک کی روحانی توجہ سے مکاشفات کا آغاز ہوا، مراقبہ میں مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ سامنے آجاتے اور انوار و تجلیات کا ظہور ہونے لگا۔ دریں اثنا کسی مدرسہ کے دشمن نے حکومت کی انتظامیہ کو اطلاع دی کہ قرب و جوار میں جو چوریاں اور ڈکیتیاں ہو رہی ہیں وہ اسی مولوی صاحب کی وجہ سے ہو رہی ہیں، تو مولانا محمد امیر داماںیؒ گرفتار کر لئے گئے۔ مرشد نے گرفتاری کے وقت حضرت بہلویؒ سے فرمایا کہ میرے گھر کا خیال رکھنا اور پانی وغیرہ کا انتظام کرنا۔ مدرسہ کی انتظامیہ نے حضرت بہلویؒ سمیت تمام طلبا کو مدرسہ سے نکال دیا تو آپ بہلی شریف اپنے گھر تشریف لے آئے۔ مرشد کی گرفتاری اور مدرسہ کی انتظامیہ کے فیصلہ کی وجہ سے حضرت والا کو اضطراب ہوا اور وہ بڑھتا ہی چلا گیا اور ''خدا طلبی بلا طلبی'' کا اظہار شروع ہو گیا اور اضطراب بھی ایسا ہوا کہ ''خودکشی'' کے لئے جی چاہنے لگا۔

حضرت مسکین پوری کی خدمت میں: غوث امن حضرت شاہ فضل علی مسکین پوریؒ کے ایک مرید مولانا اللہ دتہ ہمارے حضرت کو حضرت مسکین پوریؒ کی خدمت میں لے کر گئے۔ ہمارے حضرت نے تمام احوال حضرت مسکین پوریؒ کی خدمت میں عرض کئے۔ حضرت مسکین پوریؒ نے فرمایا کہ آپ کے شیخ میرے پیر بھائی ہیں۔ آپ مجھ سے اسباق لیتے رہیں، چنانچہ حضرت مسکین پوریؒ سے لئے گئے اسباق ولایت کبریٰ تک پہنچ گئے لیکن اضطراب نہیں گیا، اس سے کشف، استغراق اور کشفِ قلوب زیادہ ہو گیا۔ حضرت مسکین پوریؒ نے بھی خلافت سے سرفراز فرمایا، لیکن اضطراب نہیں گیا۔ گجرات کاٹھیاواڑ سے ایک طالب علم پڑھنے کے لئے آیا، نہایت کمزور، نحیف، کند ذہن، دو تین ماہ کے بعد کہنے لگا کہ میں آپ کے اضطراب کے ازالہ کے لئے عرض کروں۔ انہوں نے توجہ دی، میرے یقین میں مجلس نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا عکس پڑا، پینتالیس لطائف طے کرائے اور اجازت بخشی اور اپنے شیخ حضرت مولانا عمر جان چشمویؒ کی خدمت میں حاضری کی راہنمائی کی۔ ہمارے حضرت، حضرت موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے، کچھ دن قیام کے بعد اجازت مانگی تو انہوں نے بھی خلافت سے سرفراز فرما کر مشرب محمدی کی بشارت سنائی اور فرمایا کہ اپنے مرشد حضرت داماںی کی خدمت میں جاؤ۔ فرماتے ہیں: بیزار شرمساری حاضری دی۔ حالات عرض کئے، فرمایا: قدرت کو ایسا منظور تھا۔ رخصت کا وقت آیا تو دولت خانہ پر یاد فرمایا اور آٹھ سلسلوں میں خلافت عطا فرمائی۔ دوسری مرتبہ حاضری پر فرمایا کہ اگر تصوف کا کوئی عقدہ درپیش ہو تو حضرت مولانا حسین علیؒ کے پاس واں بھچراں چلے جانا، اتنے میں حضرت داماںی رحلت فرما گئے۔

مولانا حسین علیؒ کی خدمت میں: دو چار ماہ بعد ایک عقدہ پڑ گیا تو غریب نواز حضرت مولانا حسین علیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عقدہ ذکر کیا۔ فرمایا جب تک ترجمہ قرآن میرے پاس نہیں پڑھو گے عقدہ حل نہیں ہوگا اور حضرت والا نے بھی خلافت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت لاہوریؒ کے در دولت پر: اس سے دوسرے سال شیخ التفسیر امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی خدمت میں تشریف لائے۔

حضرت شیخ التفسیرؒ کے ساتھ تاج الاولیاء حضرت شاہ تاج محمود امروٹیؒ کی خدمت میں حاضری دی۔ آپ نے بہت ہی کشف کی چیزیں ظاہر فرمائیں۔ میرے حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب مدظلہ فرماتے ہیں، فرمایا کہ: ''اگر اپنے مجاہدہ کی چیزیں ذکر کروں تو تم یقین نہیں کروگے۔'' بایں ہمہ کمال، علوم رتبت، فنائیت، بے نفسی اور تواضع و عبدیت کی کامل تصویر تھے۔ غرضیکہ آپ اتھاہ سمندر تھے، سب کچھ حاصل کر کے بھی ڈکار نہ لیا اور اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھتے۔ فرماتے ہیں، حضرت تھانویؒ سے اپنا تعلق ظاہر فرمایا کہ: ''ان سے سلوک کا پتہ لگا کو صحیح طور پر چل نہ سکا۔ صحیح تزکیہ رونما ہوا اگرچہ پاک نہ ہوسکا۔'' طریقت اور حقیقت کی راہ دکھلائی مگر طے نہ کرسکا، حق باطل اور مغز پوست سے ممتاز ہوا گو حق پر پورا نہ اتر سکا۔ حضرت والا کی اس تحریر سے آپ کی اندرونی کیفیت اور باطنی فنائیت کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ کس درجہ اپنے آپ کو مٹایا اور چھپایا ہوا تھا۔

الیکشن میں حصہ: ۱۹۷۰ء کا الیکشن عجیب تھا، جناب ذوالفقار علی بھٹو کا سحر پوری قوم پر طاری تھا، جمعیت علماء اسلام نے آپ کو الیکشن میں کھڑا کر دیا، ضعف و عوارض اور بڑھاپے کے باوجود آپ نے اس زمانہ کے سیاسی گھاگوں جناب سیّد حامد رضا گیلانی، جناب رانا تاج احمد نون کا بھرپور مقابلہ کیا۔ اگرچہ رانا تاج احمد نون پاکستان پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر کامیاب ہوئے، بایں ہمہ آپ نے بھی ہزاروں ووٹ لئے۔ اس وقت جمعیت علماء اسلام کی قیادت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ مرکز میں فرما رہے تھے اور صوبائی امیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ، ناظم اعلیٰ مولانا سیّد نیاز احمد گیلانیؒ تلمبہ والے تھے اور جب جمعیت علماء اسلام دو حصوں میں تقسیم ہوئی تو مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے اپنے گروپ کی سرپرستی کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ میں مولانا مفتی محمودؒ سے وعدہ کرچکا ہوں۔ اس طرح آپ جمعیت علماء اسلام سے تاحیات وابستہ رہے۔

تحریک ختم نبوت سے وابستگی: آپ ہمیشہ تحریک ختم نبوت کی کامیابی کے لئے دعاگو رہے۔ اگرچہ آپ کا میدان تصوف وتزکیہ رہا، لیکن تحریک کے بزرگوں سے عقیدت و محبت اور بعد میں سرپرستی کا تعلق ہمیشہ رہا۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء والے سال راقم حضرت والا کے ہاں دورۂ تفسیر میں شامل تھا، ہمارے علاقہ کے معروف مولانا عبدالغفور حقانی مدظلہ نوجوان عالم دین تھے، تحریک میں بھرپور کردار ادا کر رہے تھے، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حضرت والا سورۂ یوسف کی تفسیر پڑھا رہے تھے اور ''رب السجن احب الی مما یدعوننی'' پر پہنچے تو فرمایا کہ علماء کرام نے لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جیل نہ مانگتے تو اللہ پاک عورتوں کے فتنہ سے بچنے کی کوئی اور سبیل پیدا فرمادیتے۔ فرمایا جیل مانگی نہیں چاہئے، آجائے تو صبر وشکر کے ساتھ برداشت کرنا چاہئے۔ غرضیکہ آپ کی ساری زندگی تعلیم وتعلم، تصوف وتزکیہ اور دعوت و تبلیغ میں گزری، ہزاروں عوام اور علماء کرام نے آپ سے تصوف کے اسرار ورموز سیکھے اور دسیوں علماء کرام کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔

خلفاء کرام: آپ کے ہاں باقاعدہ مجازین وخلفاء کرام کی فہرست رکھنے کا کوئی اہتمام وانتظام نہ تھا۔ خدام کی زبانی یا آپ کے بیانات سے جن حضرات کا نام آتا رہا، درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت مولانا قاری شیر محمدؒ پڈعیدن حال مدفون ککرے والا شجاع آباد، (۲) حضرت جام شوق محمدؒ والد محترم مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ، (۳) مولانا غلام سرور منھے والا (سرائیکی زبان کے سریلے خطیب) شجاع آباد، (۴) مولانا دوست محمد شہید، روڈ سلطان جھنگ، (۵) مولانا شاہ محمد، ابدالی مسجد ملتان، (۶) مولانا سیّد بشیر احمد شاہؒ والد محترم مولانا محمد اسماعیل کاظمی لودھراں، (۷) مولانا حکیم غلام رسول گڑھ مہاراجہ جھنگ مدفون جنت البقیع مدینہ منورہ، (۸) مولانا حبیب اللہؒ مانکوٹ خانیوال، (۹) مولانا عطاء اللہؒ نور پور نورنگا بہاولپور، (۱۰) مولانا محمد نواز ڈیرہ اسماعیل خان، (۱۱) مولانا کلیم اللہ شاہ مسکین پور شریف مظفر گڑھ، (۱۲) حضرت مولانا عبدالحئی بہلویؒ نقشبندیؒ فرزند ارجمند حضرت والا، (۱۳) حضرت مولانا قاری محمد اسماعیل نقشبندی جلال پور پیروالا، (۱۴) حضرت مولانا علی المرتضیٰ گدائی شریف ڈیرہ غازی خان، مؤخر الذکر حضرت والا کے پیر بھائی بھی تھے، انہیں حضرت مسکین پوریؒ سے بھی خلافت حاصل تھی، (۱۵) مولانا عبیدالرحمنؒ ملتان، (۱۶) مولانا محمد حسنؒ چوک شہیداں ملتان، (۱۷) مولانا حفیظ اللہؒ کبیر والا خانیوال، (۱۸) حضرت مولانا تاج الدین بسملؒ شہید پڈعیدن سندھ، (۱۹) حضرت مولانا دولت خانؒ بلوچستان، (۲۰) حضرت مولانا قاری شہاب الدینؒ سرگودھا، (۲۱) حضرت حاجی محمد حسین ککرے والا شجاع آباد، (۲۲) حضرت مولانا عبدالکریم روڈ سلطان جھنگ، (۲۳) حضرت

مولانا حکیم عبداللطیفؒ اٹھارہ ہزاری جھنگ،
(۲۴)حضرت صوفی عبدالرحمٰنؒ سرگودھا،
(۲۵)حضرت سیّد بھاون شاہ بستی کھوکھراں ملتان،
(۲۶)حضرت حاجی احسان الحق بودلہ شجاع آباد،
(۲۷)حضرت مولانا محمد عابد مدظلہ خیرالمدارس ملتان کو آپ نے تلقین ذکر کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت مولانا عبدالحئی بہلویؒ نے اسے ایک گونہ خلافت کا نام دے کر حضرت کی طرف سے خلافت و اجازت مرحمت فرمائی۔ اس وقت حضرت والا کے خلیفہ اور جانشین حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد بہلوی مدظلہ ہیں، جنہوں نے آپ کی مسند اور مدرسہ کو سنبھالا ہوا ہے۔

مذکورہ بالا صفحات میں حضرت والا کے مشائخ عظام کا تذکرہ ہوا۔ مذکورہ شخصیات کے علاوہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، برکۃ العصر حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی، تاج العلماء حضرت مولانا شاہ تاج محمود امروٹی رحمہم اللہ سمیت کئی ایک مشائخ عظام سے فیضان صحبت اٹھایا، اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔

علالت و وفات: حضرت والا ایک عرصہ سے شوگر کے مریض چلے آ رہے تھے۔ شوگر نے آپ کے اندرونی نظام کو کھوکھلا کر دیا تھا۔ آخری سالوں میں آپ کی عجیب و غریب حالت ہوگئی، کوئی آدمی گزرتا بڑا ہوتا یا بچہ، اس سے اپنے حسنِ خاتمہ کی دعا کا فرماتے۔ آخر عمر میں جہاں خلقِ خدا کا رجوع عام ہوگیا تھا، وہاں ضعف و عوارض نے بھی گھیر لیا تھا، جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ شوگر نے آپ کے اندرونی نظام کو مختل کر دیا تھا۔ گردوں کا عمل بھی کمزور ہوگیا، وفات سے دو روز قبل خلق خدا سے گفتگو کا سلسلہ بھی منقطع ہوگیا۔ زبان پر لکنت طاری ہوگئی اور غنودگی کی کیفیت بھی طاری ہوگئی، گویا خلق سے رابطہ منقطع اور خالق سے رابطہ شروع ہوگیا۔ جب آخری وقت قریب ہوا تو آپ کو چمچ کے ذریعہ آبِ زمزم پلایا گیا، جب آبِ زمزم قلب مبارک تک پہنچا تو دل مبارک سے اللہ، اللہ کی آواز صاف سنائی دینے لگی۔ اب وہ وقت آ گیا کہ گویا آپ کے چہرہ مبارک پر انوار و برکات کی بارش ہونے لگی اور چہرہ مبارک گلاب کے پھول کی طرح چمک اٹھا اور ایسا محسوس ہوا کہ: ''**الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب**''، یعنی موت ایک پل ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست تک ملاتی ہے، کا وقت آ گیا اور روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

چنانچہ ۲۲/محرم الحرام ۱۳۹۸ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۷۸ء تقریباً سوا نو بجے رات خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی وفات کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی، جنوبی پنجاب کے دینی مدارس میں چھٹی ہوگئی اور علماء کرام، طلبا اور آپ کے مسترشدین دھڑا دھڑ شجاع آباد پہنچنا شروع ہوگئے۔ اگلے روز ریلوے پھاٹک کراس کر کے ملتان لاڑ روڈ کے مشرقی جانب ایک وسیع و عریض میدان میں آپ کی نماز جنازہ ہوئی، جس میں ایک محتاط اندازہ کے مطابق پچاس ہزار حضرات نے شرکت فرمائی۔ نماز جنازہ کی امامت حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ نے کی اور آپ کو آپ کے قائم کردہ مدرسہ کی مسجد کے جنوب میں سپرد خاک کیا گیا۔ **اللھم اغفرلہ وارحمہ واعف عنہ وعافہ وبرد مضجعہ۔** ☆☆

مولانا محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا محمد احمدؒ مظفر گڑھ شہر کے عظیم علماء کرام میں سے ایک عالم دین تھے۔ آپ کی پیدائش مظفر گڑھ کے معروف قصبہ سنانواں کے مضافات میں ۱۹۳۲ء میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی علاقہ سے حاصل کی۔ جامعہ قاسم العلوم ملتان، دارالعلوم کبیر والا میں بھی زیر تعلیم رہے۔ دورۂ حدیث شریف آپ نے ۱۹۵۸ء میں جامعہ اشرفیہ لاہور سے کیا۔ جامعہ اشرفیہ میں ان دنوں استاذ الکل مولانا رسول خانؒ، مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ کا طوطی بولتا تھا۔ دورۂ تفسیر شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ سے کیا۔ اپنے آبائی علاقہ کے ایک مدرسہ، کوٹ ادو کے مدرسہ مظاہر العلوم، مظفر گڑھ کے جامعہ احیاء العلوم میں علم و فضل کے موتی لٹاتے رہے۔ معروف دینی جماعت تنظیم اہلسنت کے مبلغ رہے۔ امام اہلسنت مولانا سیّد نورالحسن بخاری، علامہ دوست محمد قریشی، مولانا قائم الدین عباسی، علامہ عبدالستار تونسوی رحمہم اللہ کے ساتھ شاندار وقت گزارا۔ بیعت کا تعلق مرشد العلماء حضرت سیّدی و مرشدی مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ سے تھا۔ جامعہ مدنیہ مظفر گڑھ میں بھی ایک عرصہ استاذ رہے۔ ۱۹۹۵ء میں ڈیرہ غازی خان روڈ پر مظفر گڑھ مدرسہ جامعہ اشرفیہ فیض القرآن والحدیث کی بنیاد رکھی۔ حضرت علامہ خالد محمودؒ، مولانا محمد امین اوکاڑویؒ سے مناظرانہ تعلق تھا۔ ایک عرصہ سے فالج کے مریض چلے آ رہے تھے۔ ۸/شوال المکرّم ۱۴۴۱ھ مطابق ۳۱/مئی ۲۰۲۰ء کو انتقال فرمایا۔ آپ کے ہمدرس استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عبدالغفور صدر المدرسین جامعہ احیاء العلوم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں آبائی قبرستان میں رحمت حق کے سپرد کیا گیا۔ اللہ پاک آپ کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات کو مبدل بحسنات فرمائیں۔

صفّہ سے درسِ نظامی تک

دینی تعلیم کا شاہکار سلسلہ

مولانا محمد زکریا نعمانی، جامعہ دارالعلوم کراچی

دین اسلام رشد وہدایت کا مرکز ہے، علم سے آراستہ لوگوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اگر وہ علم قرآن وسنت کا ہو تو لوگ ایسے شخص کو سرآنکھوں پر بٹھاتے ہیں اور اس شخص سے فیض یاب ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے پاس حاضر ہو کر علمی تشنگی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ دینی تعلیم حاصل کرنے کا آغاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ہو چکا تھا، اس زمانے میں مختلف صحابہ کرام طالب علم بن کر براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دینی تعلیم حاصل کرتے تھے، ان میں حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوہریرہ اور دوسرے جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے، جو مختلف اوقات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم حاصل کیا کرتے تھے، ان حضرات اور ان کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے والی جماعت کو ''اصحابِ صفہ'' بھی کہا جاتا ہے۔ اس زمانے میں یہی اسلام کی پہلی درسگاہ بھی تھی، جہاں نہ کوئی اسکالرشپ تھی نہ طلبہ کے لئے کوئی طے شدہ ماہانہ وظیفہ، بس روکھی سوکھی جو مل جاتی کھا لیتے تھے، البتہ کچھ صاحبِ ثروت لوگ ان حضرات کے لئے کبھی کبھی کچھ کھانے کی اشیاء بھجوا دیا کرتے تھے، یہ حضرات کھانے کی فکر کئے بنا پورے دل و جان سے حصولِ علم میں مشغول رہتے اور امت کے واسطے، تفسیر، حدیث اور فقہ کا ذخیرہ تیار کرتے۔ ان حضرات کی برکت اور جدوجہد سے امت کو تین قسم کے علوم حاصل ہوئے: ۱۔۔۔تفسیر، ۲۔۔۔حدیث، ۳۔۔۔فقہ۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تو بیک وقت مفسر، محدث اور فقیہ ہوا کرتے تھے، البتہ ان کے بعد ان علوم کو مرتب اور منضبط کرنے کی ضرورت تھی۔ علوم صحیفوں اور اوراق میں بکھرے ہوئے تھے اور ایک بڑا حصہ علوم کا سینہ در سینہ چلا آرہا تھا، ان علوم کو ان کے موضوع کے مطابق یکجا کرنا تھا۔

لہٰذا حضرات صحابہ کرام کے زمانے سے ہی تمام علوم کو یکجا کرنے کا عمل شروع ہو گیا، پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد احادیث کے ذخیرے کو مزید محفوظ کرنے کی ضرورت پیش آئی، کیونکہ دین کو سمجھنے کا دارومدار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال واعمال پر ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی وفعلی احادیث کا ذخیرہ کتابوں کی صورت میں یکجا کرنا ضروری ہو گیا، اس زمانے میں اللہ پاک نے اس کام کے لئے چھ بلند پایہ محدث منتخب کئے جنہوں نے علم حدیث کو کتابی شکل میں محفوظ کر لیا، ان محدثین کے نام امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام نسائی اور امام ابن ماجہ رحمہم اللہ ہیں۔ ان حضرات نے انتہائی احتیاط اور اخلاص کے ساتھ احادیث کو جمع کیا، ان کی کتابیں عوام الناس میں ان حضرات کے ناموں سے مشہور ہوئیں اور رہتی دنیا تک کے لئے امر ہو گئیں۔

حدیث کے ساتھ ساتھ لوگوں کی آسانی کی خاطر سب سے پہلے ''فقہ'' کو مدون کرنے کی ضرورت پیش آئی، اور بدلتے حالات کے مطابق نئے احکام تلاش کر کے انہیں قابل عمل بنانے کی ضرورت پیش آئی، اس کام کے لئے اللہ پاک نے امت کو امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ جیسے عظیم فقیہ اور مفتی عنایت فرمائے، جنہوں نے اپنے شاگردوں کے ساتھ مل کر علم فقہ کو ایک نئی جہت عطا کی، اورانہوں نے فقہ کا ایسا قیمتی ذخیرہ چھوڑا کہ قیامت تک آنے والا کوئی بھی طالب علم اس سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔

فقہ اور حدیث کے ساتھ ساتھ علماء کا ایک بڑا طبقہ علم تفسیر جمع کرنے میں لگا رہا، پورے قرآن کی تفسیر، آیت کے نازل ہونے کی وجہ پچھلی آیت سے ربط اور قرآن مجید میں بیان کئے گئے مختلف واقعات جانفشانی اور محنت سے جمع کئے گئے۔ اس کام کے لئے بھی اُس زمانے کے بڑے بڑے جبال علم کو منتخب کیا گیا تھا، جنہوں نے انتہائی عرق ریزی اور کمال مہارت سے قرآن مجید کی

تفسیر پر کئی کتابیں تصنیف کر ڈالیں، مفسرین میں سے جن کی کتابیں پوری دنیا کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنیں ان میں سے چند یہ ہیں: شیخ محمد بن جریر طبری، (تفسیر طبری)، علامہ قرطبی (الجامع لاحکام القرآن)، علامہ عبد اللہ بن عمر بیضاوی (انوار التنزیل)، علامہ ابن کثیر (تفسیر ابن کثیر) اور علامہ جلال الدین محلی و علامہ جلال الدین سیوطی رحمہم اللہ (تفسیر جلالین)۔

پہلے زمانے میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے کوئی مخصوص نصاب نہیں تھا، طلبہ اپنی مرضی سے مختلف اوقات میں متعدد اساتذہ سے تعلیم حاصل کیا کرتے تھے اور اس کے لئے انہیں بسا اوقات طویل سفر بھی طے کرنا پڑتا تھا، کیونکہ ایک علاقے میں استاذ کسی ایک فن کے لئے مشہور ہوتا تھا تو دوسرے فن کے لئے اسے دوسرے شہر کا رخ کرنا پڑتا تھا۔ کئی صدیوں تک یہی طریقہ رائج رہا اور اسی نہج پر چلتے ہوئے طالبین علم اپنی تشنگی بجھاتے رہے۔ یہاں تک کے ۱۰۸۴ھ میں علامہ نظام الدین محمد سہالوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے، انہوں نے اس زمانے میں دینی تعلیم کے طریقے کو ایک نئی جہت بخشی، انہوں نے دینی تعلیم کا نصاب مقرر کیا اور اس کے درجے بنائے، اس کے اندر انہوں نے تفسیر، فقہ، حدیث، نحو، صرف، منطق، میراث، فلکیات، طب کو شامل کیا۔ ۱۸۵۷ء تک مختلف مدارس میں یہی طریقہ تعلیم رائج رہا جب تک کہ فقہ حنفی کو قانون کا درجہ حاصل تھا اور عربی سرکاری زبان ہوا کرتی تھی، ۱۸۵۷ء کے بعد جب برصغیر میں انگریزوں کا قبضہ ہوگیا تو نظام تعلیم بھی بدل گیا، فقہ حنفی کی جگہ انگریزی قانون لاگو ہوگیا اور سرکاری زبان عربی کی جگہ انگریزی قرار دی گئی، دینی تعلیم کا شیرازہ بکھر گیا، سرکاری سطح پر اب دینی تعلیم حاصل کرنے کا تصور ختم کر دیا گیا، یوں درس نظامی اپنا وجود کھونے لگا۔

اس صورتحال میں مختلف مدارس اور علماء نے باہمی مشاورت سے تفسیر، فقہ، حدیث، نحو، صرف اور ادب پر مشتمل مضامین کے ذریعے نجی طور پر مدارس میں درس نظامی کو دوبارہ رائج کر دیا، یوں درسِ نظامی دوبارہ آب و تاب کے ساتھ زندہ ہوگیا، لہٰذا ہمارے زمانے میں درس نظامی کا جو نظام ہے یہ وہی طریقہ تعلیم ہے جس کی بنیاد علامہ نظام الدین محمد سہالوی نے رکھی تھی، اس نظام تعلیم کو چار سو سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے۔ درس نظامی میں آٹھ سالہ کورس کرنے والا طالب علم تفسیر، فقہ، حدیث، عربی ادب اور اصول کی تعلیم بھی حاصل کرتا ہے، حصول علم کے دوران طالب علم بڑی بڑی قربانیاں دیتا ہے، بسا اوقات طالب علم آٹھ سال تک اپنے گھر نہیں جاتا، بعض طلبہ سال میں صرف ایک مرتبہ اپنے گھر جاتے ہیں، دوران سال مکمل انہماک سے سارے اسباق سنتے ہیں، رات کو ٹولیوں کی صورت میں بیٹھ کر دن کے پڑھے ہوئے اسباق کو دہراتے ہیں، جسے مدارس کی اصطلاح میں ''تکرار'' کہا جاتا ہے، علم میں پختگی پیدا کرنے کی غرض سے بہت سارے طالب علم عربی اور اردو شروح کا مطالعہ کرتے ہیں، دورہ حدیث کے سال ہزاروں احادیث ترجمہ اور تشریح کے ساتھ پڑھتے ہیں، درس نظامی سے ممتاز نمبروں سے کامیاب ہونے والے طلبہ کو مختلف تخصصات میں داخلہ دیا جاتا ہے، یوں وہ مزید وقت لگا کر مطلوبہ فن میں مہارت حاصل کرتا ہے۔

یہاں یہ امر سمجھنا بھی ضروری ہے کہ دین اسلام ہر اس علم کی ستائش کرتا ہے جس سے انسانیت کی خدمت ہو، لہٰذا سائنس، انجینئرنگ، قانون اور میڈیکل کے شعبے جس سے انسان کی فلاح و بہبود کا کام ہوتا ہو مستحسن ہیں، لہٰذا طریقہ تعلیم ایسا رائج ہونا چاہئے جو دینی اور دنیاوی علوم کا امتزاج ہو جیسا کہ درس نظامی کے پہلے دور میں تھا، لیکن جب سے انگریزی قانون آیا ہے تعلیمی شیرازہ بکھر گیا ہے، اب پختگی اور استعداد کے حامل لوگ صرف مدارس میں پائے جاتے ہیں اور عصری اداروں سے فارغ ہونے والوں میں سے بہت کم میں قابلیت پائی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا میں درس نظامی سے فارغ ہونے والے طلبہ کو کسی بھی دینی معاملے میں ترجیح دی جاتی ہے، ایسا معاملہ عصری تعلیم یافتہ لوگوں کے ساتھ نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان اپنے ہاں رائج طریقہ تعلیم پر نظر ثانی کریں اور تعلیم کو اسی نہج پر دوبارہ استوار کریں جس کی بنیاد علامہ نظام الدین سہالوی نے ڈالی تھی، موجودہ دور میں فقیہ ملت، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم اس نظام کے زبردست داعی ہیں، اس کا برملا اظہار حضرت نے کئی مرتبہ کیا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اہل علم کی ایک جماعت ایسی تیار ہو جو اس معاملے میں غور و فکر کرے، اس سلسلے میں سفارشات مرتب کرے، اور ہمارا نظامِ تعلیم جو کہ مثالی نظام تعلیم تھا اس کو واپس لائے تاکہ تعلیم کے نام پر امت میں مزید دوریاں پیدا نہ ہوں اور سب مل کر ملک و ملت کی خدمت کر سکیں۔ ☆☆

قادیانیت کا علمی پوسٹ مارٹم

خطاب:مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
ضبط وترتیب:مولانا منیب الرحمٰن

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا جامعہ ابوہریرہ (نوشہرہ) میں ایمان افروز خطاب (۲۶/جنوری ۲۰۲۰ء)

بعد از خطبہ مسنونہ ! قابل صد احترام اساتذہ کرام اور عزیز طالب علم ساتھیو! جیسے حضرت مولانا محمد قاسم دامت برکاتہم نے فرمایا کہ **الحمد للّٰہ** !اللہ پاک کا کروڑ کروڑ شکر ہے کہ فتنہ قادیانیت کا مقابلہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائی۔ سب کہہ دیں: **الحمد للّٰہ!**

کچھ عرصے سے قادیانیت سے متعلق میرے خاص لیکچر اور سبق جو ہمارے اساتذہ کرام نے ہمیں پڑھائے ہیں وہ میں علماء کرام کو سنا رہا ہوں ۔ چناب نگر ربوہ میں ہر سال لوگ جلوس نکالتے ہیں ، اس سال ربیع الاول میں مجھے بھی جانے کی سعادت نصیب ہوئی تو قادیانیوں کا جو بڑا مرکز ہے ، جسے ایوان محمود کہتے ہیں، وہ بہت بڑی لائبریری ہے اور وہاں ان کے دجالوں کا ایک گروہ ہر وقت اس لائبریری میں مصروف رہتا ہے اور وہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان میں شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں تو اس سال وہاں ایوان محمود کے سامنے چند چیزیں بیان کرنے کی اللہ پاک نے توفیق نصیب فرمائی اور میں نے ان کو چیلنج کر کے کہا کہ یہ موٹی موٹی باتیں ہیں۔ زیادہ علمی بھی نہیں، سادہ سی باتیں ہیں۔ ان کا جواب ان شاء اللہ العزیز! آپ لوگوں کے پاس نہیں ہے۔ قادیانی اپنے مولوی کو مربی کہتے ہیں۔ قاضی اللہ یار خان فرمایا کرتے تھے کہ مربی کیا ہوتی ہے؟ ہم نے بڑے بڑے مربے ہضم کر لئے ہیں۔ میں نے کہا: مربیان کرام! آپ حضرات سر جوڑ کر بیٹھیں۔

قادیانی عام طور پر یہ تأثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ مولوی گالی دیتے ہیں تو میں نے وہاں بھی کہا کہ گالی ہم نہیں دیتے ، ہم مرزا قادیانی کی گالیاں جب آپ کے سامنے بیان کرتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ مولوی گالی دیتے ہیں۔ گالی تو آپ کا جعلی پیغمبر دیتا ہے۔ چونکہ وقت مختصر ہے اس لئے موٹی موٹی چند باتیں آپ حضرات کے سامنے عرض کرتا ہوں۔

قادیانیوں کا امت مسلمہ سے اختلاف:

یوں تو بہت سارے مسائل میں قادیانی امت مسلمہ سے اختلاف کرتے ہیں ، ہمارے بزرگ مولانا عبد الغنی پٹیالویؒ نے ''اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ'' میں ثابت کیا ہے کہ اکیس مسائل میں قادیانی امتِ مسلمہ کے مقابلے میں الگ نظریات رکھتے ہیں۔ عام طور پر موٹی موٹی تین باتیں ہیں میرا اور آپ کا حضرت ابو بکر صدیقؓ سے لے کر مولانا عبد القیوم حقانی دامت برکاتہم تک پوری امتِ مسلمہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پاک کے آخری نبی، آخری رسول اور آخری پیغمبر ہیں۔ آپ کے بعد قیامت کی صبح تک کسی قسم کا کوئی نبی، کوئی رسول، کوئی پیغمبر پیدا نہیں ہوگا، کوئی ماں ایسا بیٹا نہیں جنے گی جسے اللہ پاک نبوت عطا فرمائے۔

قادیانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی اللہ کا نبی ہے بلکہ خاتم النبیین ہے: استغفر اللہ! (عملاً) اس لئے کہ وہ مرزا قادیانی کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری نہیں سمجھتے، اگر نبوت کا سلسلہ جاری مانتے تو خلافت قائم نہ کرتے، اب ان کا پانچواں خلیفہ ہے، گویا کہ وہ رحمت عالم کے بعد مرزا قادیانی کو اللہ کے نبی بلکہ آخری نبی مانتے ہیں۔ اب اگر ان سے گفتگو ہو تو بہت سہل ہے کہ ہم ان کو چیلنج کر کے کہہ سکتے ہیں کہ کسی ایک آیت سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری ہے اور مرزا غلام قادیانی اللہ کے نبی ہیں اور مرزا قادیانی کے بعد کوئی نبی نہیں۔

قرآن پاک کی ایک آیت بھی ان کے پاس نہیں، کسی حدیث کا ایک ٹکڑا بھی ان کے پاس نہیں ، صحیح حدیث تو در کنار ان کے پاس تو کوئی موضوع حدیث بھی نہیں ہے کہ خیر القرون کے

زمانے میں کسی نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرکے یہ کہا ہو کہ میرے بعد نبوت کا سلسلہ جاری رہے گا اور مرزا غلام قادیانی آسکتے ہیں۔ بے شمار علماء، محدثین، مجددین، مفسرین گزرے ہیں، کوئی ایک محدث، کوئی ایک مجدد اور مفسر ایسا نہیں جو آپ کے بعد نبوت کو جاری مانتا ہو اور مرزا قادیانی کو اللہ کا نبی مانتا ہو تو دلائل کی دنیا میں قادیانیوں کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے سوائے چند شکوک وشبہات کے۔

دوسرا مسئلہ جو ہمارے اور قادیانیوں کے درمیان متنازع ہے وہ حضرت عیسیٰؑ کی حیات اور رفع ونزول کا مسئلہ ہے۔ ہم سب مسلمانوں کا یہ بھی متفقہ عقیدہ ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں حضرت عیسیٰؑ آسمانوں میں موجود ہیں اور قربِ قیامت میں تشریف لائیں گے۔ حضرت عیسیٰؑ کے رفع الی السماء کا ذکر قرآن پاک میں ہے: ''بل رفعه الله اليه'' اور نزول من السماء کا ذکر احادیث میں ہے اور وہ تقریباً ایک سو احادیث ہیں۔ ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔

قادیانی یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہوگئے ہیں، احادیث میں جس عیسیٰؑ کی آمد کا ذکر ہے اس سے مراد عیسیٰ ابن مریم نہیں بلکہ مثیل مسیح مراد ہے اور وہ مرزا قادیانی ہے۔ عجیب منطق ہے کہ مرے عیسیٰؑ اور مسیح بن جائے مرزا قادیانی۔

تیسرا مسئلہ جو ہمارے اور قادیانیوں کے درمیان متنازع فیہ ہے وہ مرزا قادیانی کی ذات خبیثہ ہے، تمام قادیانی مرزا قادیانی کو اس کے تمام دعوؤں میں سچا مانتے ہیں۔ جبکہ امتِ مسلمہ کا نظریہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے تمام تر دعوؤں میں جھوٹا تھا، اس نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ مہدی ہونے کا دعویٰ کیا، مجدد ہونے کا دعویٰ کیا، ظلی، بروزی، تشریعی، غیر تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اگر قادیانیوں سے مرزا قادیانی کی ذات خبیثہ پر بحث کی جائے تو قادیانی اس کو اپنی موت سمجھتے ہیں، ہمارے حضرت مولانا لعل حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ قادیانیت سے تائب ہوکر مسلمان ہوئے تھے، وہ کہتے تھے کہ ''میں پوری قادیانیت کو چیلنج کرکے کہتا ہوں کہ ایک طرف زہر کا پیالہ رکھ دیں اور قادیانی کو کہہ دیں کہ زہر کا پیالہ پیتے ہو یا لعل حسین اختر کے ساتھ مرزا قادیانی کی ذات پر گفتگو کرتے ہو تو قادیانی زہر کا پیالہ پینے کو ترجیح دے گا لیکن مرزا کے کردار پر بحث کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔

بہرحال چند موٹی موٹی باتیں میں عرض کرتا ہوں، جہاں ہمارے دورہ حدیث کے طلباء کرام ہیں اور تخصص کے علماء کرام ہیں وہاں ابتدائی درجے کے طلباء بھی اس کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

اللہ کا نبی جھوٹ نہیں بولتا:

چنانچہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ کا نبی جھوٹ نہیں بولتا۔ اللہ کے نبی کا بچپن، اللہ کے نبی کا لڑکپن، اللہ کے نبی کی جوانی، اللہ کے نبی کا بڑھاپا، مہد سے لحد تک، پیدائش سے وفات تک، اللہ کے نبی کی زبان سے کبھی کوئی غلط بات نکل نہیں سکتی۔

مرزا قادیانی نے کہا کہ میں اللہ کا نبی ہوں جبکہ اس نے بہت سارے جھوٹ بولے اور جھوٹ بولنے کی تردید میں بھی اس نے بہت کچھ کہا، مثلاً: کہتا ہے کہ: جھوٹ بولنا غلاظت کھانا ہے، انسانی فضلہ کھانا ہے، وہ کہتا ہے کہ: وہ ولد الزنا جو کنجر کہلاتے ہیں جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔ چنانچہ میری بھی ایک قادیانی مربی سے گفتگو ہوئی، میں نے ان سے کہا کہ جھوٹ بولنا گناہ ہے کہ ثواب ہے؟ کہا: گناہ ہے۔ میں نے کہا اس کے بارے میں قرآن پاک میں کوئی آیت؟ کہا کہ: ''فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ'' (آل عمران:٦١) (جو جھوٹے ہوں گے ان پر اللہ کی لعنت بھیجیں)۔

مرزا قادیانی نے بہت سارے جھوٹ بولے، ہمارے ایک دوست مولانا عبدالواحد مخدومؒ چنیوٹ سے تعلق رکھتے تھے، انہوں نے مرزا قادیانی کی کتابوں سے سو جھوٹ جمع کئے ہیں، میں مرزا قادیانی کی جھوٹوں کی ڈھیری میں سے دو جھوٹ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

مرزا کا پہلا جھوٹ:

مرزا قادیانی کی کتاب ہے ''ازالۃ الاوہام'' اس کے صفحہ نمبر ۷۷ پر مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ تین شہروں کا بڑے اعزاز کے ساتھ قرآن پاک میں نام آتا ہے: مکہ، مدینہ اور قادیان۔ کیا قادیان کا نام قرآن میں ہے؟ نہیں! مرزا قادیانی نے قرآن پر جھوٹ بولا اور جھوٹے پر خدا کی لعنت، لہٰذا مرزا قادیانی پر خدا کی لعنت اور بقول مرزا کے اس نے جھوٹ بول کر کیا کھایا؟ انسان کا فضلہ کھایا۔ کہتا ہے کہ ولد الزنا بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں لیکن مرزا قادیانی ان سے بھی بدتر تھا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام پر جھوٹ بولتے ہوئے ذرہ برابر بھی اسے شرم محسوس نہیں ہوئی۔

مرزا کا دوسرا جھوٹ:

مرزا قادیانی کی کتاب ہے: ''شہادۃ القرآن'' اس کے صفحہ نمبر ۴۱ پر مرزا نے کہا کہ بخاری شریف میں آتا ہے جو ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے'' کہ جب امام مہدی تشریف لائیں گے تو آسمان

سے آواز آئے گی: "هذا خليفة الله المهدی" ہم پوری دنیائے قادیانیت کو چیلنج کر کے کہتے ہیں کہ: "هذا خليفة الله المهدی" والی حدیث بخاری شریف میں ثابت کر کے دکھلا دو اور اگر نہیں دکھا سکتے، یقیناً نہیں دکھا سکتے تو مرزا قادیانی نے امام بخاری پر جھوٹ بولا اور جھوٹے پر خدا کی لعنت، لہٰذا مرزے پر اللہ کی لعنت۔ میں نے پہلی بات یہ عرض کی کہ اللہ کا نبی جھوٹ نہیں بولتا، مرزے نے بہت سارے جھوٹ بولے لہٰذا وہ اللہ کا نبی نہیں ہے۔

اللہ کے نبی پر وحی اس کی قوم کی زبان میں آتی ہے:

اللہ کے نبی پر وحی اس کی قوم کی زبان میں آتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: " وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ " (سورۃ ابراہیم:۴) (اور ہم نے جب بھی کوئی رسول بھیجا خود اس کی قوم کی زبان میں بھیجا)۔

قوم کی زبان عبرانی ہو تو وحی عبرانی زبان میں، قوم کی زبان سریانی ہو تو وحی سریانی زبان میں، قوم کی زبان عربی ہے تو وحی عربی زبان میں، جبکہ مرزا قادیانی کی قومی زبان پنجابی تھی اور وحی عربی میں آتی تھی۔ قوم کی زبان پنجابی ہے وحی فارسی میں آ رہی ہے، قوم کی زبان پنجابی ہے وحی انگلش میں آ رہی ہے۔

قوم یہ زبانیں جانتی نہیں اور جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے اسے بھی سمجھ نہیں آتا، چنانچہ ایک اس کی انگلش کی وحی ہے، چونکہ مسجد کا ماحول ہے اس لئے میں وہ نہیں سناتا ہوں، کہتا ہے کہ آج کی مجلس میں کوئی انگلش جاننے والا نہیں ملا لہٰذا اس وحی الٰہی کے معنی کھل نہیں سکے۔

دیکھئے! اللہ فرماتے ہیں: " وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ " (سورۃ ابراہیم:۴) "اور ہم نے جب بھی کوئی رسول بھیجا، خود اس کی قوم کی زبان میں بھیجا تا کہ وہ ان کے سامنے حق کو اچھی طرح واضح کر سکے۔"

تا کہ اللہ کا نبی کھول کھول کر ان کو بیان کرے۔ اللہ نے جتنے نبی بھیجے ہیں تو ان کے قوم کی زبان میں بھیجے ہیں، قوم کی زبان میں وحی آتی تھی تا کہ ان کو کھول کھول کر بیان کرے چونکہ مرزا قادیانی کی خرافات ان کی قومی زبان میں نہیں ہیں، لہٰذا وہ اللہ کے نبی نہیں ہیں۔

اللہ کا نبی شاعر نہیں ہوتا:

" وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ " (یٰسین:۶۹) "اور ہم نے (اپنے) ان (پیغمبر) کو نہ شاعری سکھائی ہے اور نہ وہ ان کے شایانِ شان ہے۔" اللہ کا نبی شاعر نہیں ہوتا اور مرزا نے بہت سارے اشعار کہے، عربی میں کہے، فارسی میں کہے، اردو میں کہے۔ قادیانیوں نے مرزا قادیانی کے اشعار "درثمین" کے نام سے تین جلدوں میں شائع کئے۔ درثمین عربی، درثمین اردو، درثمین فارسی شائع کئے ہیں۔ حمد لکھی، نعتیں لکھی، نظمیں لکھی، غزلیں لکھی، عشقیہ اشعار لکھے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کا نبی شاعر نہیں ہوتا جبکہ مرزا قادیانی نے بہت سارے شعر کہے، لہٰذا وہ اللہ کا نبی نہیں ہے۔

اللہ کا نبی کسی انسان کا شاگرد نہیں ہوتا:

اللہ کا نبی کسی انسان کا شاگرد نہیں ہوتا، اللہ اپنے نبی کو براہ راست علم عطا کرتا ہے۔ حتیٰ کہ جبریل امین علیہ السلام کا شاگرد بھی نہیں ہوتا، جبریل امین واسطہ ہیں اللہ اور اس کے نبی کے درمیان، جیسے کتاب استاد اور شاگرد کے درمیان واسطہ ہے، جبکہ مرزا قادیانی نے مختلف اساتذہ سے پڑھا، جو کسی انسان سے پڑھے وہ اللہ کا نبی نہیں ہوتا، مرزا قادیانی نے بہت سے اساتذہ سے پڑھا، کسی سے فارسی پڑھی، کسی سے اردو پڑھی، لہٰذا وہ اللہ کا نبی نہیں ہے۔

اللہ کی وحی لانے والا جبریلؑ ہے:

اللہ کے سچے نبیوں پر وحی لانے والے فرشتے کا نام حضرت جبریلؑ ہے، مرزا قادیانی پر وحی لانے والے ایک فرشتے کا نام ہے: "ٹیچی ٹیچی" جیسی روح ویسے فرشتے! جیسا منہ ویسی چپیڑ! چونکہ اپنے آپ کو نبی کہنے والا جھوٹا ہے اس لئے فرشتے بھی ایسے آتے ہیں۔ میں نے یہ بات عرض کی کہ اللہ کی طرف سے وحی لانے والا فرشتہ جبریل امینؑ ہے اور مرزا پر وحی لانے والے کا نام ٹیچی ٹیچی ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ اللہ کا نبی نہیں ہے، کسی اور کا نبی ہے۔ (انگریزوں کا)۔

اللہ کا نبی خوبصورت ہوتا ہے:

سورۃ یوسف میں حضرت یوسفؑ کے حسن و جمال کا ذکر ہے اور میرے اور آپ کے آقا کے حسن و جمال کا ذکر ترمذی شریف میں مذکور ہے اور شمائل پر حضرت حقانی صاحب دامت برکاتھم کی کتاب بھی ہے تو بات یہ ہے کہ اللہ کا نبی خوبصورت ہوتا ہے جبکہ مرزا قادیانی ایک آنکھ سے کانا تھا، جو ایک آنکھ سے کانا ہو وہ اللہ کا نبی نہیں ہو سکتا، اللہ کا نبی کانا نہیں ہوتا۔ مولانا ضیاء القاسمیؒ فرمایا کرتے تھے کہ مرزا قادیانی: "کانا من الکافرین" تھا، لہٰذا اللہ کا نبی نہیں ہے۔

اللہ کا نبی ہمیشہ عمدہ قوم میں سے آیا کرتا ہے:

آپ نے بخاری شریف کے اوائل میں حدیث شریف پڑھی ہوگی کہ جب رحمت عالم صلی

اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کے نام دعوت اسلام کا خط لکھا تو ہرقل نے کہا کہ کوئی عرب تاجر ہو تو بلایا جائے چنانچہ حضرت ابوسفیانؓ کی سرکردگی میں عرب تاجروں کا قافلہ گیا ہوا تھا، اسے بلایا گیا۔

آپ تصور فرمائیں! کیسا عجیب منظر ہوگا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو حریف مدمقابل ہیں، ایک حریف مقامی حریف ہے اور دوسرا عالمی حریف ہے۔ ان کا مکالمہ بخاری شریف میں موجود ہے، ہرقل نے ایک سوال یہ بھی پوچھا کہ ”کیف نسبه فیکم؟“ ابوسفیان! بتاؤ کہ یہ جو شخص ہے جس نے مجھے خط بھیجا ہے، یہ حسب ونسب کے اعتبار سے کیسا ہے؟ ابوسفیان یہ کہنے پر مجبور ہوئے حالانکہ مدمقابل ہے، کہا: ”ھو فینا ذو نسب“ وہ ہم میں سب سے عمدہ قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ سب سے عمدہ قوم سادات کی ہیں اور قادیانی کو سید ہونے کا اعزاز حاصل نہیں تھا، لہٰذا مرزا قادیانی نبی نہیں تھا۔

اللہ کے نبی کو موذی اور قابل نفرت بیماری نہیں لگتی:

اللہ کے نبی کو موذی اور قابل نفرت بیماری نہیں لگتی جو تاحیات اس کی جان نہ چھوڑے، مرزا قادیانی کو بہت ساری بیماریاں لگی ہوئی تھیں۔ مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم نے ”قادیانی شبہات کے جوابات“ کی تیسری جلد میں اکٹھ بیماریاں لکھی ہیں۔

وقت نہیں ہے، لہٰذا میں صرف تین بیماریوں کا ذکر کرتا ہوں۔ قادیانی سے سوال ہوا کہ آپ مسیح ہونے کے مدعی ہیں، حضرت مسیحؑ جب آئیں گے تو ان کے جسم پر دو پیلے رنگ کی چادریں ہوں گی، ان زرد رنگ کی دو چادروں سے کیا مراد ہے؟ مرزا نے جواب دیا کہ دو بیماریاں مراد ہیں، ایک اوپر کی بیماری مراد ہے اور ایک نیچے کی بیماری ہے۔ اوپر کی بیماری سے مراد ہے: مراق، مالیخولیا پاگل پن کی ایک بیماری اور نیچے کی بیماری سے مراد سلسل بول ہے۔ کہتا ہے کہ مجھے بسا اوقات دن میں سوسو مرتبہ پیشاب آتا ہے، آج کل اوسط گھنٹے دن میں بارہ ہوتے ہیں، ایک آدمی کو بارہ گھنٹے میں سو مرتبہ پیشاب آئے تو ایک گھنٹے میں ۸ مرتبہ پیشاب آتا تھا تو مرزا صاحب تقریباً ہر سوا سات منٹ بعد پیشاب کرتے تھے۔

مرزا قادیانی کے خطوط کا مجموعہ ہے: ”مکتوبات احمدیہ“ اس کی جلد نمبر ۵ خط نمبر ۱۴ میں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ جب میں نے دوسری شادی کی تھی تو مجھے یقین تھا کہ میں نامرد ہوں۔ جب تجھے یقین تھا کہ تو نامرد ہے تو دوسری شادی کیوں کی؟ گزشتہ سے پیوستہ سال چناب نگر کانفرنس میں، میں نے کہا: قادیانیو! میں الزام نہیں لگاتا لیکن استفہام کی حد تک تو مجھے حق ہے، آپ کے نبی تو فرماتے ہیں کہ مجھے یقین تھا کہ میں نامرد ہوں لیکن اس کے باوجود آپ کے نبی کی اہلیہ محترمہ نے چار بیٹیاں جنی ہیں اور چار بیٹے بھی تو یہ آپ کے نبی کا معجزہ ہے یا آپ کے نبی کی بیوی کی کرامت ہے؟ آپ کا نبی کہہ رہا ہے کہ میں عورت کے قابل نہیں ہوں اور بیوی ہے کہ بچے جن رہی ہے۔

اللہ کے نبی کو احتلام نہیں ہوتا:

خصائص کبریٰ میں حدیث شریف ہے: (جلد:۱/صفحہ:۷۰) ”عن ابن عباسؓ قال ما احتلم نبی قط“ کہ اللہ کے نبی کو کبھی احتلام نہیں ہوا اور فرماتے ہیں: ”انما الاحتلام من

الحاج بشیر احمد زرگر کوٹ ادو کی وفات .... (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

الحاج بشیر احمد زرگر کوٹ ادو جمعیت علماء اسلام کے قدیم ساتھیوں میں سے تھے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ سے گہرا تعلق تھا۔ حضرت اپنے بعض اسفار میں کئی کئی دن ساتھ رکھتے۔ حضرت کی خدمت کے مواقع اللہ پاک نے خوب نصیب فرمائے۔ آپ نے زرگری کو بطور پیشہ اپنایا اور ساری زندگی شرعی اصولوں کے مطابق زرگری کے کاروبار کو اپنائے رکھا۔ حضرت درخواستیؒ کے بعد حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ سے متعلق ہوگئے اور آپ کا اوڑھنا بچھونا جمعیت علماء اسلام ہوگیا۔ دل کا عارضہ ہوا، کارڈیالوجی سینٹر ملتان میں داخل کئے گئے، ۸۴ سال عمر پائی، وفات سے ایک رات پہلے بار بار تیمّم فرماتے، نواسہ محمد عبداللہ جو خدمت پر مامور تھا، کہتا ہے: میں پوچھتا کہ ابھی تو آپ نے نماز ادا کی ہے۔ فرماتے نہیں! میں نے عشاء کی نماز نہیں پڑھی۔ میں عرض کرتا کہ پڑھ لی ہے، فرماتے: اچھا۔ تھوڑی دیر بعد اٹھ بیٹھتے اور تیمّم کرنا شروع کردیتے، پھر میں کہتا کہ آپ نے ابھی نماز پڑھی ہے۔ بار بار یہ عمل دہراتے رہے اور اللہ، اللہ کرتے رہے۔ صبح طبیعت زیادہ خراب ہوئی، ایمبولینس منگوائی گئی، اس پر سوار کردیا گیا، ان کے لب ہل رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ لب ہلنے بند ہوگئے تو میں نے ڈرائیور سے کہا کہ بھائی! ہسپتال جانے کی اب ضرورت نہیں رہی۔ اس طرح اللہ، اللہ کرتے ۲۵/شوال المکرّم ۱۴۴۱ھ ۱۷/جون ۲۰۲۰ء سوا بارہ بجے دن یہ تھکا ماندہ مسافر محو استراحت ہوگیا۔ ان کی وصیت کے مطابق انہیں پرچم نبوی میں کفن دیا گیا۔ مولانا محمد انور شاکر کوٹ ادو کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جنازہ میں سینکڑوں سے متجاوز، علماء، قرأ، حفاظ اور شہریوں نے شرکت کی۔

الشیطان‘‘ اس لئے کہ احتلام شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور اللہ کا نبی شیطانی وساوس سے پاک ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی کی سیرت پر مشتمل سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ نمبر۲۴۲ پر قادیانیوں کی یہ حدیث موجود ہے اور یہ ان کی ثلاثیات میں سے ہے، لکھنے والا مرزا قادیانی کا بیٹا ہے، اسے بیان کرنے والا مرزا قادیانی کا سالا ہے، اسے بیان کرنے والا مرزا قادیانی کا خادم ہے، چنانچہ کہتا ہے، میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت کے خادم میاں حامد علی کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت کو احتلام ہوا، جب میں نے یہ روایت سنی تو بہت تعجب ہوا کیونکہ میرا خیال تھا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو احتلام نہیں ہوتا۔ خیال تو صحیح تھا کیونکہ نبی ہوتا تو احتلام نہ ہوتا، لہٰذا ثابت ہوا کہ قادیانی اللہ کا نبی نہیں ہے۔

اللہ کے سارے نبی مرد تھے:

اللہ کے جتنے نبی دنیا میں تشریف لائے وہ سب کے سب مرد تھے: ’’وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا‘‘ (یوسف:۱۰۹) ’’اور ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھیجے وہ سب کے سب مرد ہی تھے۔‘‘ مرزا قادیانی کا ایک دعویٰ مریم ہونے کا بھی ہے، مرزا کہتا ہے کہ مجھے حمل ہوا۔ آپ نے کبھی سنا ہے کہ کسی مرد کو حمل ہوا ہو؟ کہتا ہے: حمل بھی دس مہینے ٹھہرا رہا۔ انسانی حمل کتنے مہینے کے بعد وضع ہوتا ہے؟ نو مہینے کے بعد، انسانی حمل نو مہینے کے بعد وضع ہوتا ہے البتہ کھوتی دس مہینے کے بعد وضع کرتی ہے اور مرزا قادیانی نے اپنے وضع حمل کی کیفیت بھی بیان کی، کہتا ہے: حمل سے مجھے دردزہ ہوا تو میں کھجور کے تنے کے پاس گیا اور میں نے زور لگایا تو میں خود ہی پیدا ہو گیا۔ میں نے وہاں ایوان محمود کے سامنے کہا کہ قادیانی مربیو! یہ بالکل ایسا فلسفہ ہے جیسا کہ عیسائی توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کے قائل ہیں، جیسے وہ نہیں سمجھا سکتے ایسے تم بھی نہیں سمجھا سکتے ہو۔

اللہ کے نبی کا مدفن اس کی جائے وفات ہوتا ہے:

اللہ تعالیٰ کا نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرات صحابہ کرامؓ کے درمیان یہ سلسلہ زیر غور آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقبرہ، مدفن، روضۂ اطہر کہاں بنایا جائے؟ ترمذی شریف میں حدیث ہے، حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں: ’’سمعت من رسول اللّٰہ شیأ ما نسیتہ‘‘ میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی ہے جسے میں بھولا نہیں فرمایا: ’’ما قبض اللّٰہ نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیہ‘‘ اللہ اپنے نبی کو وہاں موت عطا فرماتے ہیں جہاں وہ دفن ہونا پسند فرماتے ہیں، ’’فدفنوہ فی موضع فراشہ‘‘ چنانچہ جہاں میرے اور آپ کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم آج آرام فرما رہے ہیں یہیں آپ کی وفات ہوئی۔ مرزا قادیانی اس قاعدہ کے اعتبار سے بھی جھوٹا تھا کہ اس کی موت لاہور میں ہوئی اور قبر قادیان میں بنی، مرا لاہور میں ہے اور قبر اس کی قادیان میں بنی، لہٰذا اس قاعدہ کی رو سے بھی مرزا اللہ کا نبی نہیں ہے۔ یہ گیارہ باتیں میں نے آپ کی خدمت میں عرض کر دی ہیں، آپ انہیں محفوظ کر لیں تو ان شاء اللہ العزیز! بڑے سے بڑے قادیانی سے گفتگو میں آپ کامیاب ہوں گے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ پاک مجھے، آپ کو اور تمام مسلمانوں کو ان فتنوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وما علینا الا البلغ۔ ☆☆

مولانا محمد اقبال حنیف رحمۃ اللہ علیہ کی وفات

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا محمد اقبال حنیفؒ بھی چل بسے۔ آپ محمود کوٹ ضلع مظفرگڑھ کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی۔ دورۂ حدیث شریف جامعہ مخزن العلوم خان پور سے کیا۔ مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ آپ کے ہمدرس ساتھی تھے۔ یہ ۶۵۔۱۹۶۴ء کی بات ہے۔ ۱۹۷۳ء میں مدرسہ کنزالعلوم کے نام سے قصبہ گجرات ضلع مظفرگڑھ میں مدرسہ کا آغاز کیا۔ مدرسہ کا سنگ بنیاد آپ نے اپنے شیخ اول حضرت مولانا خلیفہ عبدالمالک قریشیؒ سے رکھوایا، جو حضرت اقدس مولانا فضل علی قریشی مسکین پور شریف کے خلیفہ مجاز تھے۔ مدرسہ کا آغاز تعلیم قرآن سے کیا۔ آگے چل کر مدرسہ نے جامعہ کی حیثیت اختیار کر لی۔ مدرسہ میں بنین و بنات دونوں شعبوں میں دورۂ حدیث شریف کی تعلیم ہوتی رہی ہے۔ آنجناب بخاری شریف، بنین و بنات کو خود پڑھاتے رہے ہیں۔ عرصہ دراز تک آپ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرستوں میں سے تھے۔ ضلعی مبلغ جب بھی ادارہ میں تشریف لاتے تو بہت ہی خوش ہوتے، تجاویز اور دعاؤں سے نوازتے، چند دن پہلے دل کی تکلیف ہوئی تو ملتان کارڈیالوجی سینٹر میں داخل کرائے گئے تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا۔ ۹ رشوال المکرم ۱۴۴۱ھ مطابق یکم جون ۲۰۲۰ء عصر کی نماز کے بعد آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ دارالعلوم کبیر والا کے مہتمم مولانا ارشاد احمد، وفاق المدارس العربیہ کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد حنیف جالندھری کے حکم پر آپ کی نماز جنازہ آپ کے فرزند اکبر مولانا محمد مغیرہ نے پڑھائی۔ آپ نے بیوہ کے علاوہ ۵ بیٹے اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑے، چار بیٹے عالم فاضل وقاری ہیں، ایک بیٹی عالمہ اور ایک حافظہ قاریہ ہیں۔ اللہ پاک آپ کے درجات کو بلند فرمائیں۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے عدالتی تحقیقاتی کمیشن کے

سات سوالات کا جواب الجواب

مرزائیوں سے ہائی کورٹ کے ۷ سوالات.... مرزائیوں کے مغالطہ آمیز جوابات اور مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخی جواب الجواب!

سوالات

۱...... جو مسلمان، مرزا صاحب کو نبی بمعنی ملہم اور مامور من اللہ نہیں مانتے کیا وہ مؤمن اور مسلمان ہیں؟

۲...... جو شخص مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتا کیا وہ کافر ہے؟

۳...... ایسے کافر ہونے کے دنیا اور آخرت میں کیا نتائج ہیں یعنی اگر غلام احمد کو نبی نہ ماننا کفر ہے تو ایسے کفر کے دنیا اور آخرت میں کیا نتائج ہیں؟

۴...... کیا مرزا صاحب کو رسول کریم ﷺ کی طرح اور اسی ذریعہ سے الہام ہوتا ہے؟

۵...... کیا احمد یہ عقیدہ میں شامل ہے کہ ایسے شخص کا جنازہ جو مرزا صاحب پر یقین نہیں رکھتے بے فائدہ ہے؟

۶...... کیا احمدی اور غیر احمدی میں شادی جائز ہے؟

۷...... احمد یہ فرقہ کے نزدیک امیر المؤمنین کی خصوصیت کیا ہے؟ (قسط:۱۰)

جہاں تک اس آیت قرآنی کا تعلق ہے اس میں پہلی غور طلب بات یہ ہے کہ آیت میں ''القی السلام'' فرمایا ہے، اسلام نہیں فرمایا۔ جب اسلام کا لفظ ہی نہ بولا گیا ہو تو اس سے مراد یہ لینا کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے تم اسے کافر نہ کہو، کس طرح درست ہوسکتا ہے؟ دعویٰ کے مطابق قرآن کے کسی لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوسکا۔ قرآن پاک خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس میں اسلام اور سلام کا کچھ تو بیّن فرق ہوگا۔

سلام بمعنی دعا یعنی سلامتی اور رحمت، ظاہر ہے کہ اسلام ایک مذہب ہے۔ یہاں پر سلام سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تمہیں السلام علیکم کہے تو تم اس کے غیر مومن ہونے کا دعویٰ نہ کرو اور سلام کہنے والے کی زندگی کی جانچ پڑتال نہ شروع کردو کہ یہ کہنے والا کیسا ہے اور اس آیت میں یہ بھی نہیں فرمایا کہ اسے تم ضرور مؤمن سمجھو۔

اس کی ایک تیسری صورت یہ ہے اور ممکن ہوسکتی ہے کہ ہم اس کی نسبت کوئی فیصلہ ہی نہ کر پائیں۔ بلکہ جستجو کریں کہ فی الواقع یہ شخص مؤمن ہے یا کافر ہے۔ دراصل اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ کسی جہاد کے سفر میں مسلمانوں کو ایک چرواہا ملا، اس نے مسلمانوں کو السلام علیکم کہا، مسلمانوں نے یہ سمجھ کر کہ شاید یہ شخص کافر ہے اور اپنے مال وجان کی حفاظت کے لئے اس نے ہمیں السلام علیکم کہا ہے، انہوں نے اسے قتل کر کے اس کے مویشیوں اور دیگر مال پر قبضہ کرلیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''یا ایھا الذین آمنوا لا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمنا۔'' (النساء:۹۴)

اس آیت میں حکم ہے کہ ایک علامت اسلام کی (یعنی السلام کہنا) پائی گئی تو اس کے غیر مؤمن ہونے کا حکم نہ دینا چاہئے۔ کسی مسافر پر بلاتحقیق ایسا حکم دینا صحیح نہیں۔ اس آیت میں دو دفعہ ''تبیّنوا'' فرمایا گیا کہ تحقیق کے بعد جس قسم کا ثبوت مہیا ہو اسی قسم کا حکم لگایا جائے اور اس آیت سے یہ بات بھی ثابت نہیں ہوئی کہ جو بھی سلام کہہ دے تم اس پر مؤمن کا حکم لگادو۔

۴...... کسی شے کی تعریف اور اس کی علامت میں بہت فرق ہے۔ تعریف میں اس کی ماہیت کا ذکر ہوتا ہے، اس میں کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی جاتی اور علامت میں اس کی کسی ایسی صفت کا ذکر کیا جاتا ہے، جسے دیکھ کر یا معلوم کر کے عام لوگ اس چیز کا پتہ لگالیں۔ مثلاً: ایک مسافر ہے، دور کسی گاؤں میں مسجد کے مینار دیکھ کر یہ اندازہ کر لیتا ہے کہ یہ گاؤں مسلمانوں کا ہے، لیکن جب مسلمانوں کی تعریف کی جائے گی تو پھر یہ نہیں کہا جائے گا کہ مسلمان وہ ہے جو مسجد والے گاؤں میں آباد ہو۔ مثلاً: ایک شخص یقیناً اسے

مسلمان سمجھے گا مگر ایسی مونچھیں اور داڑھی اسلام کی تعریف میں شامل نہیں، یعنی جب ایک شخص مسلمان ہونا چاہے تو اس کی داڑھی مونچھ درست کر کے اس کے سر پر ترکی ٹوپی رکھ دینے سے ہی وہ مسلمان نہیں ہو جائے گا۔ اس کے لئے اسلام نے جو طریقے بتائے ہیں اور جن چیزوں کے اقرار کرنے کی تاکید فرمائی ہے، وہی طریقہ اختیار کرنا پڑے گا۔

اس تمہید کے بعد یہ بات ذہن نشین کر لی جائے کہ اسلام کی تعریف اور ہے اور سلام یا مسلمان کی علامت اور۔ علامت کا دارومدار حقیقت پر نہیں ہوتا بلکہ عرف عام پر ہوتا ہے۔ نبی علیہ السلام کے زمانہ میں مسلمانوں کو بعض علامتیں بتا دی جاتی تھیں کہ مسلمان کی علامت یہ ہے تاکہ وہ غلطی سے مسلمان آبادی پر شب خون نہ ماریں۔ ان علامتوں میں حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ کسی قوم پر حملہ کے لئے صبح کا انتظار کرنا اور ان کی آبادی سے اذان کی آواز آ جائے تو انہیں مسلمان سمجھنا مگر جب کسی کافر کو مسلمان بنانا ہو تو اس کے متعلق یہ فرمایا گیا کہ ان سے اس امر کا اقرار لینا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خدا تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ لیکن جو شخص پہلے سے مسلمان ہے۔ اس کو پہچاننے کے لئے علامت کی ضرورت ہوگی اور اس علامت کا مدار عرف عام پر ہوگا۔ حضور ﷺ کی حدیث ''من صلّی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا'' میں مسلمان کی تعریف نہیں بلکہ علامت کا ذکر کیا گیا ہے۔

۵......ایک ہے اسلام میں کسی کا داخل ہونا اور ایک ہے اسلام سے کسی کا خارج ہو جانا۔ یہ دو جدا جدا امر ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے جن امور کا ماننا ضروری ہے، اسلام سے خارج (کافر ہونے) ہونے کے لئے ان سب کا انکار ضروری نہیں بلکہ کسی ایک امر کا انکار ضروری ہے۔ مثلاً: جب ہم مسلمان کی تعریف یہ کریں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو ایک اور محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا پیغمبر برحق تسلیم کرے۔ اب خروج از اسلام کے لئے دونوں کا انکار ضروری نہیں بلکہ محض ایک کا انکار بھی موجب کفر ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے ساتھ ان کے تمام احکام کو درست تسلیم کرنا ضروری ہے اور محمد ﷺ کو رسول ماننے کے ساتھ آپ ﷺ کے لائے ہوئے ہر پیغام کو صحیح تسلیم کرنا بھی ضروری۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول کو ماننے کا مطلب ان کے ہر پیغام کو ماننا ہے۔ لیکن جو شخص مسلمان ہونے کے بعد خدا اور رسول خدا ﷺ کے کسی ایک قطعی حکم کا بھی انکار کر دے تو وہ شخص خارج از اسلام و کافر ہو جائے گا۔

ایک شبہ کا ازالہ:

ایک شبہ یہ کیا جاتا ہے کہ اسلام میں احکام تو بہت ہیں، مثلاً: نماز پڑھنا، داڑھی رکھنا، مسواک کرنا، بیٹھ کر پیشاب کرنا وغیرہ، کیا ان میں سے کسی ایک حکم کو چھوڑ دینے سے آدمی مسلمان نہیں رہ سکتا؟ اگر درست تسلیم کر لیں تو پھر مسلمان کون رہے گا؟

الجواب

اوّل یہ جاننا چاہئے کہ انکار کرنا اور ترک کرنا ایک بات نہیں بلکہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایمان، یقین کا نام ہے اور کفر، مکر جانے کا نام ہے۔ ترک نام ہے کسی حکم کو بجا نہ لانے کا۔ جب کوئی آدمی اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ کے تمام احکام کے صحیح اور درست ہونے پر یقین رکھتا ہے، وہ مسلمان ہے اور جب تک ان کے متعلق یقین رکھے گا، وہ مسلمان ہی رہے گا۔ چاہے وہ کسی حکم پر عمل نہ بھی کرے، مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔ چاہے کمزور سے کمزور تر ہو اور اگر وہ کسی ایک بات کا ہی انکار کر دے تو اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی ہر بات نبی کے ذریعے سے معلوم ہوتی ہے۔ کسی بات کا انکار کرنا، اس بات کو جھوٹ قرار دینے کے مترادف ہے۔ جب نبی کی بتائی ہوئی کسی بات کو جھوٹ کہہ دیا گیا تو گویا اس شخص نے نبوت ہی کا انکار کر دیا۔ کیونکہ یہ بات تسلیم نہیں کی جا سکتی کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کا نبی تو ہے، مگر وہ اللہ کی طرف جھوٹ بھی منسوب کرتا ہے۔ اس ضمن میں ایک اہم نکتہ بھی سمجھنا ضروری ہے کہ کسی مسلمان کو یہ سزا دینا کہ وہ کافر ہو گیا ہے، سب سے بڑی سزا ہے۔ اس کے لئے شہادت قطعی ضروری ہے، یعنی جس چیز کے انکار سے کفر کا فتویٰ دیا جائے گا، اس کا یہ ثبوت کہ اللہ تعالیٰ یا محمد رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے، کسی قطعی دلیل سے ہونا شرط ہے۔ ظاہر ہے کہ قرآن کریم سب فرقوں کے نزدیک قطعی الثبوت ہے تو قرآن کریم کے کسی بھی حکم کا انکار (یعنی اس کو جھوٹا سمجھنا) سارے قرآن کے انکار کو مستلزم ہے۔ جو شرعی باتیں دلیل ظنی سے ثابت ہوں، یعنی حدیث پاک سے اور حد تواتر کو نہ پہنچیں اور نہ ہی اس پر اجماع ہو تو اس کے انکار سے کفر لازم نہ آئے گا بلکہ فسق کا درجہ ہوگا۔ کیونکہ ایسی شرعی بات کی

نسبت یہ سمجھنا کہ وہ نبی ﷺ کا فرمودہ ہے، یقین نہیں بلکہ گمان غالب ہے، لہٰذا آخری سزا نہیں دی جاسکتی۔ ہاں! وہ بات جس وقت نبی ﷺ نے فرمائی تھی، اگر کوئی شخص اس وقت حضور ﷺ کے منہ سے سن کر انکار کرتا تو کافر ہو جاتا۔ کیونکہ آپ ﷺ سے سن کر انکار کرنا نبوت سے انکار کو مستلزم ہے۔ نتیجہ یہ کہ اسلام نام ہے: اللہ اور رسول ﷺ کے جملہ فرمانوں کو صحیح اور درست یقین کرنے کا، اور کسی قطعی الثبوت بات کے انکار کر دینے کا نام کفر ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد ﷺ کی نبوت، فرضیت نماز وغیرہ قرآن کی قطعیت سے ثابت ہے۔ اسی طرح یہ بات کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ پر تمام نبیوں کا سلسلہ ختم ہوگیا، باجماع امت قرآن کریم سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ اس لئے جس طرح توحید یا نفس رسالت محمدیہ کا منکر کافر ہے، اس طرح آپ ﷺ کو آخری نبی نہ ماننا یا آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کی نبوت کے اجراء کو درست سمجھنا یا دعویٰ نبوت کرنا یا ایسا دعویٰ کرنے والے کو اس کے دعاوی میں سچا سمجھنا موجب کفر ہوگا اور اس پر حضور ﷺ سے لے کر آج تک امت کا اجماع ہے۔

یہ بات کہ مسلم کی تعریف کیا ہے اور کیا موجودہ زمانہ میں علماء کا کسی تعریف پر اتفاق ہے؟ مجھے یقین ہے کہ آج بھی علماء اصولاً تعریف مسلم پر متفق ہیں۔ قبل اس کے کہ اس کی تعریف کی جاوے، چند امور ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں۔

الف...... معرّف جب کسی چیز کی تعریف کرتا ہے تو کبھی اجمال سے اور کبھی تفصیل سے کام لیتا ہے۔

ب...... کبھی تعلیم بعد از تحقیق اور کبھی تحقیق بعد از تعلیم کرتا ہے۔

ج...... کبھی مخاطبین کا خیال کر کے اس پر تفریعات کو بھی مرتب کر دیتا ہے۔

د...... کوئی شخص خواہ کتنا ہی قابل کیوں نہ ہو، مگر کسی فن کو سمجھنے کے لئے اس فن کی اصطلاحات کا جاننا ضروری ہے اور اصطلاحات کے استعمال کے لئے ان کے اسباب ہوتے ہیں، ان کا جاننا بھی ضروری ہے۔

ہ...... کبھی اعمال کا ذکر کیا جاتا ہے تا کہ مکملات ایمان معلوم ہوں۔ (جاری ہے)

مولانا سیّد مظفر حسین گیلانی کی رحلت

مولانا سیّد مظفر حسین شاہ گیلانی ہمارے سابق مبلغ مولانا سیّد ممتاز الحسن گیلانیؒ کے منجھلے صاحبزادے تھے۔ حضرت مولانا نے انہیں ساری کتابیں خود پڑھائیں، کسی جامعہ کے باضابطہ فاضل نہ تھے۔ ۶۳ سال عمر پائی، ہمارے حضرت گیلانیؒ نے اپنے ذاتی پلاٹ پر مسجد بنائی۔ حضرت گیلانیؒ کے بعد ان کے فرزند اکبر حضرت مولانا سیّد طاہر الحسن گیلانیؒ نے مسجد و مدرسہ کا نظم سنبھالا اور تا حیات مہتمم و ناظم رہے۔ راقم الحروف کو بھی دو تین مرتبہ مسجد میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ سیّد طاہر الحسن گیلانیؒ کی وفات کے بعد موصوف ادارہ کے مہتمم بنائے گئے۔ ۵۳ سال تک تراویح کی نماز میں قرآن پاک سنایا۔

۲۱ سال تک پی ایف میں ملازم رہے۔ اس دوران سال بھر میں چھٹی نہیں کرتے تھے بلکہ سال بھر کی چھٹیاں رمضان المبارک میں گزارتے تا کہ رمضان المبارک میں قرآن پاک سنانے کی سعادت سے محرومی نہ ہو، یوں ۵۳ سال تک تراویح میں قرآن پاک سنانے کی سعادت حاصل کی، جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ ۱۳ر رمضان المبارک کو وفات ہوئی۔ صبح کی نماز پڑھائی اور تین مرتبہ فرمایا: یا اللہ! مجھے صدق فرما، سب نمازیوں کو سلام کیا۔ ۷ر مئی ۲۰۲۰ء کو ان کے فرزند ارجمند مولانا مفتی محمد عبداللہ گیلانی سلمہ کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور آبائی علاقہ چک نمبر ۲۰۵ وزیروالا فیصل آباد میں والد محترم حضرت مولانا سیّد ممتاز الحسن گیلانیؒ کے پہلو میں تدفین عمل میں آئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا عبدالرشید غازی، مولانا سیّد خبیب احمد شاہ نے جنازہ میں شرکت کی۔ دو روز کے بعد ایصال ثواب کی محفل منعقد ہوئی، مجلس کے مبلغ مولانا عبدالرشید غازی سلمہ نے مرحوم کے فرزند ارجمند مولانا مفتی محمد عبداللہ گیلانی سلمہ کو ان کا جانشین مقرر کیا اور ان کے سر پر دستار باندھی اور انہیں مدرسہ و مسجد کا متولی وخطیب مقرر کیا۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

تحریک ختم نبوت پر ایک تاریخی دستاویز

نابغہ وعبقری شخصیت کے مالک حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کو تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر ایک جری، دلیر اور تہور پیشہ سپہ سالار کی حیثیت حاصل ہے۔ تقریر و تحریر ہو یا مباحثہ و مناظرہ، دونوں میں انہیں لاثانی خداداد ملکہ حاصل ہے۔ مطالعہ و تحقیق اور تصنیف و تالیف ان کے محبوب و مرغوب مشاغل ہیں۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کی نئی کتاب ’’تحریک ختم نبوت‘‘ نہایت مبسوط، مدلل، مربوط، جامع اور تحقیقی کتاب ہے۔ **۱۹۳۴ء کی ختم نبوت کانفرنس قادیان سے دسمبر ۲۰۱۹ء تک** تحریک ختم نبوت جن مراحل سے گزرتی رہی، اس کی لمحہ بہ لمحہ رپورٹ کو جمع کر دیا گیا ہے۔ دس ضخیم جلدوں کے ساڑھے چھ ہزار صفحات پر مشتمل قریباً ایک صدی کی عشق و محبت کی داستان لازوال جو ایمان پرور، جہاد آفرین بھی ہے اور حقائق افروز بھی۔ اس کی ترتیب و تہذیب اور تالیف تدوین بڑی عرق ریزی، دقت نظر اور حسن عقیدت سے کی گئی ہے۔ انداز نگارش ایسا سحر انگیز ہے کہ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے جیسے مولانا خود ان تمام حالات و واقعات کے عینی شاہد ہیں۔

یہ کتاب کارکنانِ تحفظ ختم نبوت کے لئے ایک دستور العمل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں ایمان پرور واقعات، اکابرین کے ولولہ انگیز خطابات، پس پردہ حقائق، ہوشربا انکشافات، حکمرانوں کی قادیانیت نوازی اور مختلف اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا بھرپور تذکرہ ہے، جس کے مطالعہ سے دلوں میں عقیدت و محبت کی ایک برقی رو دوڑ جاتی ہے۔ دینی غیرت و حمیت کی ایسی پُرسوز و گداز کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ خون جوش مارتا اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ ایسی کیفیات اور احساسات کو جاننے اور سمجھنے کے لئے اس تاریخی کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب کارکنانِ تحفظ ختم نبوت کے لئے انمول سوغات اور سدا بہار گلدستہ ثابت ہوگی۔ مزید برآں اس اہم موضوع پر ریسرچ کرنے والے اسکالرز اور طالب علموں کے لئے بھی چراغ راہ کا کام کرے گی۔

مکمل سیٹ کی رعایتی قیمت صرف 2500 روپے

facebook amtkn313
WWW.AMTKN.COM
ameer@khatm-e-nubuwwat.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

REGD. SS. 160

تحریکِ ختمِ نبوّت

1934ء تا 2019ء

مکمل سیٹ دس جلدیں

ترتیب وتحقیق

شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان۔

061-4783486
0303-7396203

نوٹ: ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے